

بِإِذْنِ اللَّهِ
لے ایان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام سمجھ کر روکو

در بارۂ حلتِ غراب
ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فَصْلُ الْخَطَابِ

فِي تَحْقِيقِ

مُسْئَلَةِ الْغُرَابِ

مرتبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

أَنْجَمَنْ إِرْشَادُ الْمُسْلِمِينَ

۶- بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

یہ پی ڈی ایف (pdf) مقالہ

المرتضیٰ لاہری

کی جانب سے پیش کی

جاری ہے

علماء کتب و کتب

بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان جناب ابوالبرکات صاحب
 کے والد ماجد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے
 ”امام المحدثین“ جناب مولوی دیدار علی صاحب الوری نے جب موصوٰر پاکستان
 علامہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگایا تو اس پر علامہ نے درج ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در آلور انداز دتر
 اے کہ می داری تمیز خوب و زشت

گو میت در مصرعہ برجستہ
 آنکہ بر قرطاس دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو
 آسمان ایں دانہ در آلور نہ کشت

کشت اگر ز آب ہو آخر رستہ است
 ز آنکہ خاکش را خرے آمد سرشت

(روزگار فقیر جلد دوم ص ۲۳۲)

ترجمہ: اے اچھے اور برے کی تمیز رکھنے والے! اگر آسمان تجھے ریاست ”آلور“ میں ڈال
 دے تو میں تجھے ایک برجستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوحِ قلب پر نقش کر لینا چاہیے۔ اور وہ
 یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش نہ کرنا۔ کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا
 ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے
 کے اس سرزمین میں ”گدھے“ پیدا ہوتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَا مَا حَلَّلَ اللَّهُ لَكُمْ

اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو

در بارہ جلّت غراب

ساتھ سے زائد جید علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فَضْلُ الْخَطَابِ

فِي تَحْقِيقِ

مُسْئَلَةِ الْغُرَابِ

مرتبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

اَنْجْمَن اِرشادِ المسلمین

۶- بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغائب	:	مہم کتاب
مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی	:	مرتب
اول پاکستان میں	:	طبع
رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ : اگست ۱۹۷۹ء	:	تاریخ طباعت
شرکت پریس لاہور	:	پریس
انجمن ارشاد المسلمین لاہور پاکستان	:	ناشر
ایک ہزار	:	تعداد
۸ روپے	:	قیمت

ملنے کے پتے

- ۱ : سجانی اکیڈمی : ۱۹ اردو بازار : لاہور
- ۲ : مدرسہ عربیہ حفظ القرآن : سرکلر روڈ کمرڈیکا : ضلع ملتان
- ۳ : مدرسہ عربیہ قاسم العلوم : فقیر والی : ضلع بہاولنگر

مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
 آج کل رضا خانی حضرات کی طرف سے متعدد رسائل "کوٹے" کی حرمت پر شائع ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علاقہ میں عام طور پر پایا جانے والا کوٹا بالاتفاق بلا کر اس احتلاف کے نزدیک حلال ہے۔ ایک بالکل صاف اور واضح مسئلہ کو علوم کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء بحق کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور آلے دن نئے نئے مضامین اس پر لکھے جا رہے ہیں، جدید رسائل تصنیف ہو رہے ہیں اور قدیم کتابوں کو از سر نو شائع کیا جا رہا ہے۔

احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ : ۱۹۲۱ء) کا ایک رسالہ "دفع زیرغ زانغ" طبع بلق ب تاریخ "رامی زانغیاں" ۱۳۲۰ھ کا لکھا ہوا اب مکتبہ حامد لاہور کی طرف سے "رسائل رضویہ جلد اول" میں شائع کیا گیا ہے۔ پیچھے دینی کے ایک صاحب نے ایک کتابچہ "الغراب الخبیث فی مرآة القرآن والحديث" نامی حال ہی میں تصنیف فرما کر شائع کیا ہے۔ بریلویوں کے ایک بڑے عالم مولوی غلام بریلوی سعیدی صاحب نے "زانغ معروف کا شرعی حکم" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ "عرفات" لاہور۔ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں چھپا۔ جبکہ ماہنامہ "رضا مصطفیٰ" بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء میں بریلویوں کے مفتی مختار احمد صاحب نے اسی موضوع پر

خامہ فرسائی کی تھی۔

اسی بنا پر ”انجمن ارشاد المسلمین“ نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر کوئی جدید کتاب تیار کرنے کی بجائے آج سے تقریباً پون صدی پیشتر کی شائع شدہ کتاب ”فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب“ کو از سر نو شائع کر دیا جائے۔ جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح منعقد کر دیا گیا ہے۔ کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے ایک تو اس کتاب کی عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو ہمارے رفیق کار اور ”انجمن ارشاد المسلمین“ کے اول نائب امیر مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

دوسرے مسئلہ مذکورہ سے متعلق حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی ایک اہم تحریر جس میں موصوف نے حرمت غراب معروف پر بعض علماء کے استدلالات کا تار پود بکھیر رکھ دیا ہے بطور ضمیمہ کتاب کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل واضح ہے کیونکہ جانوروں کی حلت و حرمت میں ان کے قد کا مٹھ کو دخل ہے نہ ان کی شکل و صورت کو۔ نیز جانوروں کے حلال یا حرام ہونے میں ان کے حلیہ اور رنگ کی کوئی تاثیر ہے نہ ان کے نام کی۔ بلکہ کسی بھی جانور کے حرام ہونے میں جو چیزیں موثر ہیں فقہاء کرام نے ان کو درج ذیل چار چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی حرم

فرماتے ہیں۔

ترجمہ : کفایہ میں ہے کہ کسی جانور کے حرام ہونے میں موثر ”ایذار“ ہے یہ ایذار (جو موثر فی الحرمت ہے) کبھی کبھی کے ذریعہ ہوتی ہے (مثلاً شیر بھڑپے پیتے وغیرہ میں) اور کبھی پنجے سے مثلاً

وفي الكفایة والمؤثر فی حرمة الایذاء وهو طوراً یكون بالناب وقارة یكون بالمحلب او خبث وهو قد یكون

خَلْقَةُ كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ
وَالْمَوَامِ وَقَدْ يَكُونُ
بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَالَةِ

(رد المحتار ۱ ص ۳۰۴ جلد ۶)

عقاب، شکرے، باز وغیرہ میں، یا
(مؤثر فی الحرمت) نہایت ہے۔ یہ نہایت
کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے حشرات
الارض (چوہا، کچھوا وغیرہ) اور مہوام۔
(بھڑ، بچھو وغیرہ) میں اور کبھی عارضی جیسے
جلالہ۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ کسی بھی غیر منصوص التحريم جانور کے حرام ہونے کے
صرف چار سبب ہیں۔

۱ : ایذا بالناب - ۲ : ایذا بالخلب - ۳ : خباثت خلقی - ۴ : خباثت عارضی۔
”ایذا بالناب“ اور ”ایذا بالخلب“ حرمت کے یہ دونوں سبب شریعت کی
اصلاح میں ان جانوروں کے اندر پائے جاتے ہیں جو کچلی والے دانتوں اور پنچوں کے ذریعہ
شکار کرتے ہیں۔ محض کچلی والا ہونا یا پنچے والا ہونا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اونٹ کچلی
والا ہے اور کبوتر وغیرہ پنچے والے جانور ہیں لیکن حرام نہیں ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ اونٹ اپنے
کچلی والے دانتوں اور کبوتر اپنے پنچوں کے ذریعہ شکار نہیں کرتا۔

اب پنچے کے ذریعہ شکار کرنے کا مطلب فقہاء کرام کی زبانی معلوم کیجئے چنانچہ فقہاء
لکھتے ہیں کہ۔

فالمراد بذی الخطفة
ما یخطف به خلبه من
الهواء كالباری و
العقاب۔

(ہامش ہایہ اخیرین ۱ ص ۴۲۴)

ذو الخطفة (وہ پرندہ ہے جو پنچے سے شکار
کرتا ہے) سے وہ پرندہ مراد ہے جو اپنے
پنچے کے ذریعہ (فضائی میں) ہوا ہی سے
شکار کو اچک لے۔ جیسے باز، عقاب
وغیرہ۔

تیسری چیز جو کسی جانور کے حرام ہونے میں مؤثر ہے وہ ”نہایت خلقیہ“ ہے جو بقول فقہاء حشرات الارض اور زہریلے کیڑے مکوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ یا پھر ان جانوروں میں جن کی فطری غذا ہی مردار و نجاست ہوتی ہے۔

چوتھی چیز جو مؤثر فی احرمیت ہے وہ ”نہایت عارضیہ“ ہے یہ عارضی نہایت بقول فقہاء عظام ”جلالہ“ میں پائی جاتی ہے۔ جلالہ کی تعریف یہ ہے۔

<p>جلالہ وہ جانور ہے جو صرف مردار اور نجاست کھانے کا عادی ہو جس کے باعث اس کے گوشت میں تغیر آکر بدبودار ہو جائے۔</p>	<p>الجلالة هي التي تعتاد اكل الحيف و النجاسات ولا تختلط فيتغير لهما فيكون منتنا۔</p>
--	--

(قاضیخان علی ہامش البندی ص ۳۵۹ ج ۱)

عارضی نہایت جب تک باقی رہے گی وہ جانور حرام رہے گا اور جب اسے مسلسل حلال غذا کھلائی جائے اور اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہو جائے گا اس تفصیل کے بعد آئیے ہم دیکھتے ہیں کہ ”معروف کوٹے“ میں جانوروں کی حرمت کے چار اسباب میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہے یا نہیں ؟

شیر، بھڑیلے کی طرح کوٹے میں کھلی والے دانتوں کا نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے البتہ کوٹے میں بچے یقیناً ہوتے ہیں۔ لیکن معروف کوٹا اپنے بچوں سے شکار نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ بچوں سے شکار کرنے کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بچہ کے ذریعہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو اچکے جیسے عقاب، باز وغیرہ۔ لیکن کوٹا بے چارہ اپنے بچوں سے ہوا کے اندر شکار تو کیا کرے گا وہ تو زمین پر پڑی ہوئی بوٹی وغیرہ کو بھی اپنے بچوں سے نہیں اٹھا سکتا بلکہ چونچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے۔

حرمت کا تیسرا سبب ”نہایت خلقیہ“ ہے جو حشرات الارض زہریلے کیڑے مکوڑوں اور محض مردار و نجاست خور جانوروں میں ہوتی ہے۔ کوٹا حشرات الارض میں

شامل ہے نہ زہریلے کیڑے مکوڑوں میں۔ اور نہ محض مردار و نجاست خود ہے جو حلال
غذائے ساتھ ساتھ کھاتا ہے۔ لیکن یہ حرام ہونے کے لئے
کافی نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

و اما ما يخلط فيتناول
النجاسة والجيف ويتناول
غيرها على وجه لا يظلم
اثر ذالك في لحمه لا
باس باكله۔

ترجمہ ۱: جو جانور غلط کرتا ہو یعنی نجاست
اور مردار کے ساتھ ساتھ دوسری پاک
چیزیں بھی کھاتا ہو۔ اور اس مردار و نجاست
خوری کا اثر اس کے گوشت میں ظاہر نہ
ہوا ہو تو ایسے جانور کے کھانے میں کوئی
حرج نہیں۔

(فاضل علی اشرف النہوی ص ۲۵۹ ج ۲)

حرمت کا چوتھا سبب ”خباثت عارضیہ“ ہے جو بقول فقہاء ”جلالہ“
میں پائی جاتی ہے اور جلالہ کی تعریف آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ وہ حلال جانور ہے جو
صرف مردار اور نجاست کھانے کے باعث بدبودار گوشت والا ہو جائے۔ ظاہر ہے
کہ معروف کوا ”محض مردار اور نجاست کھانے والا نہیں ہے بلکہ مرغی کی طرح دونوں
ہی چیزیں کھاتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۱ھ ۷۹۸ء) کے نزدیک حرمت کا ایک اور
سبب بھی ہے اور وہ ہے کسی جانور کی خوک میں مردار و نجاست کا تلہ۔ چنانچہ مکمل
امام علاؤ الدین ابوبکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۵۷ھ ۱۱۶۱ء) فرماتے ہیں کہ۔
ترجمہ ۱: امام ابو حنیفہ کے قول نے صہم
ہوا کہ جو پرندے حلال و حرام دونوں طرح
کی غذا کھاتے ہیں وہ مکروہ نہیں ہیں۔
جیسے مرغی۔ اور امام ابو یوسف فرماتے

فحصل من قول ابی حنیفۃ و
ان ما یخلط من الطیور
لا یکرہ اکلہ کالدجاج وقال
ابو یوسف رحمۃ اللہ بکرہ

لا ت غالب اكله الجيف -
 ہیں کہ مکروہ میں کیونکہ ان کی غالب غذا
 مردار ہے۔

(بدائع الصنائع ص ۴۰ ج ۵)

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک اگر کسی جانور کی غذا
 میں مردار و نجاسات کا غلبہ ہو تو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عام پھرنے والی مرغی
 کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

وقال ابو يوسف رحمه الله تعالى
 يكره العقب كما يكره
 الدجاجة المخلاة -
 ترجمہ : امام ابو یوسف ؓ نے فرمایا ہے
 کہ عقب مکروہ (تحریمی) ہے جیسا کہ عام
 کھلی پھرنے والی مرغی مکروہ ہے۔

(فاضلین علی ما مشی النہیہ ص ۳۵ ج ۱)

امام ابو یوسف ؓ کے مسلک پر گو فتوے نہیں ہے۔ فتوے امام ابو حنیفہ ؓ
 (م ۱۵۰ ھ : ۶۷۷ ع) کے قول پر ہے لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص امام ابو یوسف ؓ
 کے غیر مفتی بہ قول کو اپناتے ہوئے ”معروف کوئے“ کو مکروہ قرار دینا چاہے تو
 اولاً : اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ امام ابو حنیفہ ؓ کے متقلدین پر اعتراض کرے۔
 ثانیاً : چونکہ بالعموم مرغیاں کھلی اور آزاد پھرتی رہتی ہیں اس لئے اس کو
 ”دصایا شریف“ کے ”مرغ پلاؤ“ سے بھی دستبردار ہونا پڑے گا۔

ثالثاً : پھرنے والی مرغی امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک یقیناً مکروہ ہے گو اس کی
 نجاست خوری اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ اس کا گوشت بدبودار ہو جائے کیونکہ اس صورت
 میں ”جلالہ“ کے حکم میں ہونے کے باعث بالاتفاق مکروہ ہو جائے گی۔ لیکن
 ہمارے علاقوں میں پایا جانے والا ”معروف گوا“ امام ابو یوسف ؓ کے نزدیک بھی
 مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار و نجاسات نہیں ہے بلکہ اس کی اکثر غذا
 نے، روٹی اور درختوں میں لگے ہوئے پھل وغیرہ پاک اشیا ہیں۔ گو کبھی کبھی

بعض نجاسات اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔

اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی جانور کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے رنگ علیہ شکل، قد کاٹھ اور نام وغیرہ امور کو قطعاً دخل نہیں ہے۔ لہذا اب جس کا جی چاہے اس ”معروف کوٹے“ کو ”غراب البقع“ میں شامل کر لے جیسا کہ صاحب ”الغراب الخبیث“ کا خیال خام ہے، ”یا عقیق“ میں داخل مان لے۔ اور اگر جی چاہے تو ”معروف کوٹے“ کو کوٹے کی کسی اور قسم میں سے قرار دے لے۔ اور اگر چاہے تو ”غراب“ کے تمام اقسام سے خارج کوئی اور جانور قرار دے دے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ ”معروف کوٹا“ ایک جانور ہے جس میں حرمت کا کوئی شرعی سبب نہیں پایا جاتا ہے لہذا وہ بالاجماع حلال ہے۔ اگر کوئی صاحب اس کو عقیق قرار دیتے ہیں تو ملک العلماء امام علاء الدین کا سانی (دم ۵۸۷ھ : ۱۱۹۱ھ) فرماتے ہیں۔

والغراب الذی یا کل الحب والزرع والعقیق و نحوها حلال بالاجماع - (بدائع الصنائع ص ۳۹ ج ۵)	ترجمہ : وہ کوٹا جو صرف دانے اور کھیتی کھاتا ہے اور عقیق وغیرہ بالاجماع حلال ہیں۔
--	--

اور اگر کوئی صاحب اس کو ”غراب البقع“ یعنی چٹکبرا کو قرار دینا چاہیں تو بڑی خوشی سے اور اگر اس کو ”غراب اسود“ یعنی خالص سیاہ کو قرار دینا چاہیں تو سر آنکھوں پر کیوں کہ علامہ اکل الدین محمد بابر قی (دم ۷۸۶ھ : ۱۳۸۴ھ) ”غراب البقع“ اور ”غراب اسود“ کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

اما الغراب الالبقع و الاسود فهو انواع ثلثة نوع يلتقط	ترجمہ : غراب البقع اور غراب اسود کی تین قسمیں ہیں ایک قسم صرف دانے
---	---

الحب ولا ياكل الجيف و
 ليس بمكروه و نوع لا
 ياكل الا الجيف وهو الذي
 سماه المصنف الا بقع و انه
 مكروه و نوع يخلط ياكل
 الحب مرة و الجيف اخرى
 ولو يذكره في الكتاب
 وهو غير مكروه عنده مكروه
 عند ابی یوسف والاخير
 هو العقق -

(غایہ علی ہاشم الفتح ص ۲۹۹ ج ۹)

چگتی ہے مردار خور نہیں ہے یہ مکروہ
 نہیں ہے۔ اور ایک قسم صرف مردار خور
 ہے مصنف نے اسی کو "البقع" کہا
 ہے یہ مکروہ ہے۔ اور ایک قسم دونوں
 طرح کی غذا میں کھا لیتی ہے۔ کتاب
 (قدوری) میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ یہ
 امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں
 ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
 مکروہ ہے اسی قسم کو عقق کہتے ہیں۔

لہذا جو لوگ معروف کوٹے کو "غراب البقع" یا "غراب اسود" مانتے ہیں
 ان کو اسے مذکورہ تین قسموں میں سے اس قسم میں داخل ماننا ہوگا جو حلال و حرام دونوں
 طرح کی چیزیں کھانے والی ہے یعنی عقق۔ لیکن چونکہ پہلے ہم بحوالہ "بدائع" لکھ
 آئے ہیں کہ "عقق" بالاجماع حلال ہے اور اس مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا
 ہے کہ "عقق" میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ لہذا
 تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عقق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی خوراک میں نجاست اور مردار
 غالب ہے۔ عقق کی اس قسم میں اختلاف ہے۔ دوسری قسم کی خوراک میں چونکہ نجاست
 اور مردار کا غلبہ نہیں ہے اس لئے وہ بالاجماع حلال ہے۔ اور ہمارے علاقہ کا یہ
 "معروف کوٹا" عقق کی اسی دوسری قسم میں شامل ہونے کے باعث بالاجماع
 حلال ہوگا۔

بعض بریلوی مغالطات کا جواب

مسئلہ غراب کی اس مختصر توضیح کے بعد اب ہم رضا خانی حضرات کے بعض مغالطات کا جواب پیش کرتے ہیں۔

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے پہلے تو یہ حدیث شریف پیش کی ہے۔

پہلا مغالطہ

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ جانور کل کے کل فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو۔ چوہا۔ اور باؤ لاکٹا۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا
ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال خمس من
الدواب کلھن فاسق یتقتلن
فی الحرم الغراب والحدأة
والعقرب والفارة والکلب العقور۔
صحیح بخاری جلد اول : ص ۲۴۶ و صحیح مسلم
جلداول : ص ۴۰۱

اس کے بعد موصوف نے ”عنایہ“ اور ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ان پانچ جانوروں کو ان کی ”نباشت“ کی وجہ سے فاسق کہا گیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کوا خبیث جانور ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔
اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حرام کرتا ہے
ان پر خبیث چیزوں کو۔

(الاعراف : ۱۵۷)

(ملخصات : اکتوبر ۱۹۷۷ء)

لہذا ثابت ہوا کہ کوا حرام ہے۔

سعدی صاحب نے جس طرح خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے
جواب دجل و تبلیس سے کام لیا ہے اس کی نظیر صرف ان کے ہم مسلک علماء
 کی تحریر سے مل سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں کوٹے کی جو قسم مراد ہے اس کی توضیح دوسری حدیث میں کر دی
 گئی ہے۔ چنانچہ سعدی صاحب نے ”مسلم شریف“ کا جو حوالہ پیش کیا ہے اسی
 میں وہ حدیث بھی موجود ہے جس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ ”غراب“ جس کا قتل
 حرم میں بھی جائز ہے اس سے مراد ”غراب البقع“ ہے۔ اور غراب البقع کی تفسیر کرتے
 ہوئے امام نوویؒ دم ۵۶۶ھ : ۱۲۷۷ھ فرماتے ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت	واما الغراب الالبقع فهو الذی
اور پیٹ پر سفیدی ہو۔	فی ظہرہ وبطنہ بیاض۔
	(نووی شرح مسلم : ص ۱۳۸ ج ۱)

ترجمہ : غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ دم ۸۵۷ھ : ۱۲۴۹ھ فرماتے ہیں۔
یا پیٹ پر سفیدی ہو۔	الالبقع وهو الذی فی ظہرہ
	او بطنہ بیاض۔
	(فتح الباری : ص ۱۳۲ ج ۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ دم ۱۰۵۲ھ : ۱۶۴۲ھ غراب البقع کی تفسیر
 میں رقمطراز ہیں۔

ترجمہ : غراب البقع وہ جنگلی کوا ہے	زاغ بیشہ کہ سیاہ و سفیدی باشد
جو سیاہ و سفید ہوتا ہے۔ اور اس	در پشت و شکم وی سفید باشد۔
کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے۔	اشعۃ للبعات ص ۳۷، ج ۲)
ان حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حدیث شریف میں جس کوٹے کو حرم	

۱۳
 میں قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جسے فاسق قرار دیا گیا ہے وہ غراب البقع ہے۔ جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے اور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ وہ جنگلی کوا ہے جس کے پیٹ اور پشت پر سفیدی ہوتی ہے اور جہاں تک اس کی غذا کا تعلق ہے تو صاحب عنایہ لکھتے ہیں۔

ترجمہ ۱: حدیث میں جس کوٹے کا ذکر ہے (غراب البقع) اس سے وہ کوا مراد ہے جو صرف مردار خور ہو یہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

والمراد به الغراب الذی
 یا کل الجیف هو المروى
 عن ابی یوسف رحمہ
 اللہ - (ہدایہ مع الفتح ص ۶۷ ج ۳)

لہذا ثابت ہو گیا کہ حدیث پاک میں جس کوٹے کو فاسق کہا گیا ہے وہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جنگلی ہے۔ ۲۔ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے ۳۔ بقول فقہاء کرام اس کی غذا صرف مردار ہے۔ اس کے برعکس یہ معروف کوا نہ جنگلی ہے نہ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہے اور نہ اس کی غذا صرف مردار ہے لیکن ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے کس غیرہ چشمی سے سعیدی صاحب زاہد معروف کو حدیث پاک کا مصداق بتانے پر تلے ہوئے ہیں۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ حدیث شریف میں جس کوٹے کا ذکر ہے وہ یہی ”معروف کوا“ ہے۔ اور اسی کو ”خباشت“ کی بنا پر ”فاسق“ کہا گیا ہے۔ تو سعیدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث میں مذکورہ پانچ جانوروں کو ان کے ”عادتہ مستدی بالاذی“ یعنی ابتداء از بیت دینے کے باعث ”فاسق“ کہا گیا ہے۔ گویا ان کی ”خباشت“ ان کے ابتداء از بیت دینا ہے۔ اور یہ خباشت حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ جو خباشت حرام ہونے کی علت ہے اس کا ذکر اجمالاً پہلے کر دیا گیا ہے۔ اور اگر سعیدی صاحب یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہر خباشت مستلزم حرمت

ہے خواہ وہ کس معنی کے اعتبار سے ہو۔ تو پھر انہیں لسن اور پیلا وغیرہ کو بھی حرام قرار دے دینا چاہیے کیونکہ قرآن و حدیث میں ان پر بھی نصیحت کا اطلاق آیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و مثل كلمة خبيثة كشجرة	ترجمہ : اور خبیث بات کی مثل خبیث درخت
خبيثة اجتثت من فوق	کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ
الارض ما لها من قرار	لیا گیا اس کے لئے کوئی قرار نہیں ہے۔

ابراہیم : ۲۰۰

اس آیت میں جس شجرہ خبیثہ کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں برطویوں کے "صدر" اور فاضل "مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب" قلم اڑا رہے ہیں۔

مثلاً اعراب کے جس کا مزہ کڑوا، بونا گوار یا مثل لسن کے بدبودار اور برطویوں کے "حکیم الامت" مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں "جیسے ستیا سنی، لسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں اور نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں"۔

(تفسیر نور العرفان ص ۱)

اسی طرح ایک حدیث شریف میں آتا ہے۔

من اكل من هذه الشجرة	جس نے اس خبیث درخت سے کھایا
الخبیثة فلا یقر بن مسجدنا	تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔
علامہ ابن اثیر ۵/ ۴۰۶ ۱۰۹۱ ۱۲۰۹ء اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔	

بید القوم والبصل و	ترجمہ : خبیث درخت سے لسن پیلا
الکراث	اور گندنا مراد ہے۔

(المنایہ فی غریب الحدیث ص ۵ ۲۵)

کیا اب سعیدی صاحب لسن، پیاز کو حرام قرار دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیونکہ حدیث شریف اور قرآن پاک میں ان کو "خبیث" کہا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟ بہر حال ثابت ہو گیا کہ اگر بغرض محال حدیث شریف میں ذکر ہونے والے کوٹے سے یہی معروف کو مراد ہو تو بھی اس کا حرام ہونا مذکورہ بالا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ حدیث شریف میں جس خباثت کی بناء پر اس کو فاسق کہا گیا ہے وہ حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ اس حدیث میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان میں سے جو جانور کسی دوسری دلیل سے حرام ثابت ہو جائے گا وہ حرام قرار پائے گا۔ اور جس جانور کی حرمت کسی اور دلیل سے ثابت نہ ہوگی وہ محض اتنی بات سے کہ اسے فاسق کہا گیا ہے یا اس پر لفظ "خبیث" کا اطلاق کیا گیا ہے حرام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

دوسرا مغالطہ | سعیدی صاحب سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں۔

<p>ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کوٹے کو کون شخص کھائے گا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فاسق فرما چکے ہیں۔ قسم بخدا وہ حلال جانور دل میں سے نہیں ہے۔</p>	<p>عن ابن عمر رضی اللہ عنہما من یا کل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ما هو من الطیبات۔</p>
---	--

(سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴)

جواب | اول تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کوٹے کو فاسق قرار دیا ہے وہ "البقع" کو ہے جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے۔ نیز وہ جنگلی کو ہے اور اس کی غذا صرف مردار ہے۔ لہذا اس کو ہمارے علاقوں میں پائے جانے والے کوٹے پر منطبق کر دینا سراسر بہ دیا نستی ہے۔ کیونکہ معروف

کوٹے میں مذکورہ اوصاف میں سے ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا۔
 دوسرے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک تو مرغی بھی
 مکروہ ہے چنانچہ امام شمس الاممہ سرخسی (م ۴۸۳ھ ۱۰۹۰ء) فرماتے ہیں۔
 وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ | ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
 یکرہ اکل الدجاج لانه | تعالیٰ عنہما مرغی کھانے کو مکروہ سمجھتے
 يتناول الحیف۔ المہبوط | تھے کیوں کہ وہ ناپاک خور ہے۔

سعیدی صاحب کو سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسک بڑا
 مہنگا پڑے گا کیوں کہ پھر وہ اپنے ”اعلیٰ حضرت“ کے ”وصایا شریف“ والی
 ”مرغ کی بریانی“ اور ”مرغ پلاؤ“ سے اپنے کام و دہن کی ضیافت نہیں کر
 سکیں گے۔

باقی رہا ان کا مسک کوٹے کے بارے میں تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں ہے
 کیونکہ وہ جس کوٹے کو غیر طیب قرار دے رہے ہیں وہ وہ کو ا ہے جسے حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ”فاسق“ فرمایا ہے۔ اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ
 وہ کو اس ”معروف کوٹے“ کے علاوہ ایک جنگلی مردار خور کو ا ہے جس کے پیٹ او
 پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے۔

سعیدی صاحب کا فرمانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کو ا فاسق ہے۔ اور حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس
 جانور پر آتا ہے۔ جس کا کھانا حرام ہو۔ اس کے بعد سعیدی صاحب نے حافظ ابن
 حجر عسقلانی کی درج ذیل نا تمام عبارت بطور تائید نقل کی ہے۔

تقریر مغالطہ | واما المعنی فی وصف الدواب
 یعنی کوٹے وغیرہ کو فاسق اس لئے فرمایا
 المذکورۃ بالفسق فقیل | ہے کہ یہ حلال جانوروں کے حکم سے خارج

ہے۔ اس کو حرم میں قتل کرنا حلال اور
اس کا کھانا حرام ہے۔

لخروجها عن حكم غيرها
من الحيوان في تحريم قتلها و
قتل في حل اكله۔

فتح الباری ص ۱۳۱ ج ۴

پہلی اور اصل بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس
کوٹے کو فاسق فرمایا ہے وہ یہ محروف کو انہیں ہے۔

جواب

دوسری بات یہ ہے کہ حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس جانور پر آتا
ہے جس کا کھانا حرام ہو اس کلیہ کا ثبوت کیا ہے؟ کیا فقہ حنفی میں ایسا کوئی کلیہ
موجود ہے؟

باقی سعیدی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی نام تمام عبارت جو نقل فرمائی
ہے اور پھر جس طرح اس کا ترجمہ کیا ہے اسے دیکھ کر ایک بار تو ہم حیرت میں ڈوب
گئے کہ کیا ان لوگوں کا مبلغ علم ہی یہ ہے یا قصدًا دجل و تلبیس سے کام لیا جا رہا ہے؟
بات دراصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے مذکورہ پانچ جانوروں کو فاسق
کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تین قول نقل کئے ہیں۔ جن میں سے تیسرے قول کو حافظ
ابن حجرؒ نے ترجیح دی ہے۔ اور یہ تیسرا قول ہی حنفیوں کا بھی پسندیدہ ہے۔

بہر حال حافظ ابن حجرؒ نے اس سلسلہ میں جو تین قول نقل کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے
کہ فسق کے لغوی معنی چونکہ نکلنے کے ہیں اس لئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ عام
قابل شکار جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز نہیں ہے لیکن یہ پانچ جانور عام دوسرے
جانوروں کے اس حکم سے مستثنیٰ اور خارج ہیں اس لئے انہیں فاسق کہا گیا ہے۔ بعض
دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ عام دوسرے جانوروں کا کھانا چونکہ حلال ہے اور یہ
پانچ جانور دوسرے جانوروں کی طرح حلال ہونے سے خارج ہیں اس لئے ان کو فسق

کہا گیا ہے۔ تیسرا قول جو حنفیوں کا ہے وہ یہ ہے کہ ایذا دینے اور فساد کرنے میں یہ جانور دوسرے جانوروں سے چونکہ بہت ممتاز اور علیحدہ ہیں اس لئے ان کو فاسق کہا گیا ہے۔

پچنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ : ۱۶۰۶ء) نے فواسق کی شرح موزیات کی ہے یعنی ازیت دینے والے۔ ملاحظہ ہو مرقات جلد ۵۔ ص ۳۸۶۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

<p>ترجمہ : جان تو کہ ان دو صدیوں میں سے ہر ایک میں موزی یعنی ازیت دینے والی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ذکر ہوئی ہیں۔</p>	<p>ہر ایک کے ازیں دو حدیث پہنچ چیز از جنس موزیات مذکور شد۔</p>
---	--

نیز فرماتے ہیں۔

<p>جن جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز ہے وہ ان پانچ میں منحصر نہیں ہیں بلکہ تمام موزی جب انوروں کا یہی حکم ہے۔</p>	<p>منحصر دریں پنج نیست بلکہ ہمہ موزیات را حکم ہمیں است۔ (اشعۃ اللمعات ۱ ص ۱۳۴ ج ۲)</p>
---	--

بہر حال حافظ ابن حجر نے تیسرا قول جو حنفیوں کا تھا اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

”اس تیسرے قول کے قائل کے نزدیک جو جانور بھی فساد کرنے والا اور ایذا دینے والا ہو وہ انہی پانچ کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ابو سعید رضی کی حدیث میں آیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چوبہ کو حدیث میں فواسقہ کیوں کہا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ایک بازئیند سے بیدار ہونے تو دیکھا کہ ایک چوہا پیراغ کی جلی ہوئی بتی منہ میں لے ہوئے ہے گھر جلانے کے لئے۔ یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ پانچوں جانوروں کو فاسق اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا فعل فساق کے فعل کی طرح اذیت دیتا ہے۔ یہ حدیث آخری قول کو ترجیح دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری، ص ۳۱: ج ۴)

سعیدی صاحب نے دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک تو تیسرا قول جو مسک حنفی کے مطابق تھا اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا اور اس کو نقل کرنے کی زحمت ہی گوارا نہ کی۔ اور جو دو قول نقل کئے اپنی بھالت یا خیانت سے ان کا ترجمہ ایسا کیا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ دو قول نہیں ہیں بلکہ ایک ہی قول ہے۔ اور گویا فاسق کہنے کی وجہ سب کے نزدیک بالاتفاق ان کا حرام ہونا ہے۔

سعیدی صاحب رقمطراز ہیں۔

چوتھا مغالطہ | ”پنجوں سے چیز بھاڑ کر شکار کر کے کھانے والے

جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز جمہور ائمہ مذاہب امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور لوگ پنجوں سے شکار کرنے والے پرندہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور گویا بھی اسی کلیہ میں داخل ہے لہذا وہ بھی حرام قرار پایا۔ (مخصا عرفات)

بہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل درست ہے۔ لیکن یہ تو فرمائیے

جواب | کہ پنجوں سے شکار کرنے کا مطلب آپ جانتے بھی ہیں یا نہیں؟

ہم پہلے باحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ پنجے سے شکار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو پنجوں کے ذریعہ اچکے کوئے صاحب میں اتنی طاقت کہاں؟ وہ تو

روٹی یا بوٹی کا کوئی ٹکڑا اگر زمین سے بھی اٹھاتا ہے تو پونج کے ذریعہ نہ کہ پنچوس سے۔ جب وہ بے چارہ اپنے پنچوں سے زمین پر پڑی ہوئی بوٹی نہیں اٹھا سکتا تو فضا میں اڑنے والے پرندوں کو پنچے کے ذریعہ کیسے شکار کر سکتا ہے ؟ سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

پانچواں مغالطہ

”حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذا۔ کوئے

میں ایذا کا وصف بھی ہے کیونکہ وہ چیرتا پھاڑتا ہے اور بچوں سے روٹی جھپٹ کر لے جاتا ہے۔ اور خبث بھی۔ کیوں کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔ اس لئے عقلاً اور قیاساً بھی یہ حرام قرار پایا۔“
(ملخصاً عرفات)

یہ درست ہے کہ حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذا۔ بلکہ کوئے

جواب

کو اگر خبیث کہا گیا ہے تو اسی بنا پر کہ وہ موزی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ لیکن ہر ایذا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابو بکر جصاصؓ رم ۳۰، ۳۱، ۳۲، فرماتے ہیں۔

وقد يترك الأسد العدو عليهم في حال اذ لم يكن جائعاً والجمل الهاج قد يعدو على الانسان وكذلك الثور في بعض الاحوال ولم يعتبر ذلك هو ولا غيره في هذه الاشياء في تحريم الاكل۔

شیر کبھی حملہ کرنا ترک کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ بھوکا نہ ہو۔ اور غضب ناک اونٹ کبھی انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی بیل بعض حالات میں حملہ کرتا ہے۔ لیکن ان کے حلال یا حرام ہونے میں اس ایذا یا اس کے علاوہ (اس جیسی) کسی اور ایذا کا اعتبار نہیں ہے۔

واباحتہ

(احکام القرآن لمصاحف ص ۱)

بہر حال ثابت ہو گیا کہ ہر ایذا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہی ایذا ہر مؤثر فی الحرمت ہے جو پہلے تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے۔ یعنی ایذا بالذات اور ایذا بالطلب اور اس کی حقیقت پہلے واضح کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی ایذا حرمت کے لئے علت نہیں بن سکتی۔ ہم نے ایسے لاکھ مرغ بھی دیکھے ہیں کہ جنہوں نے کئی بچوں کو اچھل کر اس طرح چونچ ماری کہ آنکھ پھوٹتے پھوٹتے بچے۔ اور آنکھ کے قریب گہرا زخم ہو گیا۔ اور جہاں تک تعلق ہے بچوں سے روٹی چھیننے کا تو عام طور پر پالتو مرغی بھی چھوٹے بچوں سے روٹی چھین لیتی ہے۔

اور سعیدی صاحب نے کتے کی خباثت ثابت کرنے کے لئے یہ جو فرمایا ہے کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھا لیتا ہے انتہائی غلط اور ان کی جہالت کا غمان ہے کیوں کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ گندگی اور مردار کھا لینے سے اگر وہ خباثت ثابت ہو جائے جو حرمت کی علت ہے تو پھر مرغی بھی خبیث اور حرام ہونی چاہئے۔ یہاں سے معلوم ہو گیا کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ مردار وغیرہ کھالے سے وہ خباثت قطعاً ثابت نہیں ہوتی جو حرمت کی علت ہے۔

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگر حرمت کے دلائل سے صرف نظر کر کے صرف مرغی پر قیاس کرنا مقصود ہے تو پھر کتا۔ چیل۔ اور گدھ بھی حلال ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہ جانور بھی گندگی اور مردار کے علاوہ پاک چیزیں مثلاً روٹی وغیرہ بھی کھا لیتے ہیں۔ اگر دوسرے دلائل کی وجہ سے یہ جانور حرام ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان دلائل کی وجہ سے کو احرام نہ ہو ؟“

سعیدی صاحب ! ابھی تو آپ بڑے زور و شور سے عقلاً اور قیاساً کوہے کی حرمت ثابت کرنے کے لئے اس میں حلال و حرام مخلوط غذا کھانے کی وجہ سے خباثت ثابت کر رہے تھے اور ابھی اپنے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کی وصیت کے مطابق تیار ہو لے والی مرغ کی بریانی اور مرغ پلاؤ کو دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی آگیا۔

اور اب آپ فرماتے ہیں کہ مخلوط غذا کھانے سے نہ حرمت ثابت ہوتی ہے نہ خباثت۔ بلکہ جس طرح کتا مخلوط غذا کھالے کے باوجود اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کے باعث حرام ہے اسی طرح معروف کو ابھی گو مخلوط غذا کھاتا ہے۔ لیکن اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی وجہ سے حرام ہے۔ بہر حال ہمارے لئے تو خوشی کی بات ہے کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے دستبردار ہو گئے۔ اگرچہ یہ ساری کارروائی اپنے اعلیٰ حضرت کی ”وصایا شریف“ کے ”مرغ پلاؤ“ اور ”مرغ کی بریانی“ کے بچاؤ کی خاطر ہے۔ ع دیوانہ بکار خویش ہوشیا

لیکن ہمیں اس سے کیا غرض کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے کس بنا پر دستبردار ہوئے ہیں۔ ۷

الفاظ کے بچوں میں ابھی نہیں دانا ۶ غواص کو مطلب ہے صدف کے گوہر ہے کوہے کی حرمت کے دوسرے دلائل تو جو سعیدی صاحب نے پیش کئے تھے مختصراً ان کے جوابات ہم نے عرض کر دیئے ہیں۔ چونکہ کتاب میں زیر بحث مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی دی گئی ہے اسلئے ہم انہی چند مختصر کلمات پر اکتفا کرتے ہیں۔ والہدایۃ بید اللہ۔

انوار احمد اکیم کام

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد اسلامیین پاکستان، ۲۱ شعبان ۱۳۹۹ھ، ۲۸ جون ۱۹۷۹ء



برادرانِ اسلام۔ قریب قریب تمام ہندوستان میں اس متعارف کوئے کی حلت و حرمت کا شور و شغب ہو رہا ہے۔ بات تو صرف اس قدر تھی کہ کوئے کی مستعد حلال و حرام اقسام میں یہ دیسی کوّا جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے لیکن چونکہ متروک الاستعمال ہے اس لیے نہ کسی نے اس کے کھانے کا خیال کیا نہ استفعا کی ضرورت پیش آئی بلکہ عوام کا خیال یہی رہا کہ حرام کوّا یہی ہے۔ چند روز ہوئے سہارنپور کے کسی باشندے نے حضرت شیخ المشائخ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ سے استفعا کیا اور مولانا مددوح نے معمولی طور پر وہ جواب دے دیا جو اپنے اُستاد حضرت مولانا شاہ مملوک علی صاحب سے سنا اور اپنی ذاتی تحقیق سے کتب فقہ میں تحقیق فرمایا تھا کہ ”مذہب حنفیہ میں کوّا حلال ہے البتہ کوئے کی وہ قسم حرام ہے جو ابلق کہلاتی ہے وہی موزی و فاسق ہے اور وہی کرگس کی طرح نجاست خور“

اتنی سی بات پر معمولی مولویوں نے اپنا کمال علم یہ ظاہر فرمایا کہ وعظ تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کر ڈالے اور اپنے اکابر و اساتذہ کو گالیاں دیں اور عوام سے دلوائیں حالانکہ متعارف کوئے کا یہ مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔ مرحوم علماء سلف کے زمانہ میں بھی استفعا ہوئے اور اس کی حلت ظاہر ہوئی لیکن زمانہ کا اقتضا اور چودہویں صدی کی آزادی کا منشا ہے کہ عقل کو افہم کو، اصول شریعت کو، مذہب حنفیت کو، سب کو بالائے طاق رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہ وہ خامہ فرسائی کی گئی کہ قطع نظر اس کے شرعی مسئلہ ہونے کے امام سلیم الطبع مہذب حضرات بھی اس کو سمجھنا مناسب سمجھتے ہیں۔ درحقیقت ان کی تردید میں وقت ضائع کرنا عجب بے سود

اور اپنے اکابر کو برا کہلوانے کا سبب بننا ہے اس لیے کمترین نے ہندوستان کے مشہور و معروف علماء اور مرحوم اکابر دین کے فتاویٰ معنی اتفاق حق کی عرض سے جمع کئے اور جو منافع افادہ عام شائع کر دیئے۔

ہر انصاف پسند طبیعت کو چاہئے کہ اول مفتی و مصدق کا امدان کرے کہ کس متبہ کا اور کس بیہ کا ہے۔ اتنا ملحوظ ہے کہ یہ آخری تحریر ہے۔ مخالفین اگر اس پر بھی ماسکت نہ ہوں تو ان نماسان خدا پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت خراب کریں۔ مجوزین میں سے کسی کا بھی یہ خیال نہیں کہ کوّا کھایا ہی جائے اس کے کھانے پر کون زور دے سکتا ہے جب کہ بہتیری حلال چیزیں عام طور پر کھانے میں مستعمل ہیں۔ بہتیرے حلال جانور آپ کو ایسے ملیں گے کہ جن کے کھانے کی اب تک نوبت بھی نہیں آئی پھر اگر کوّا کھایا تو کیا اور نہ کھایا تو کیا البتہ چونکہ حرام چیز کو حرام اور حلال شے کو حلال سمجھنا عقیدہ کے متعلق ہے اور عقیدہ دین کی اصل ہے اس لیے اس مجموعہ کے انطباق کی ضرورت پیش آئی۔ ہمیں مخالفین کی طرح کسی فتویٰ یا تحریر پر بغلی اور فرضی دستخط کرنے نہیں آتے۔ اس لیے عام طور پر اعلان کیا جاتا ہے کہ ان تمام فتاویٰ میں اصل موجود ہے جس کو جس مہر یا دستخط میں شک ہو شہر کے پاس آ کر دیکھ لے اور اپنا پورا اطمینان کر لے۔ ہم نے اپنا کام پورا کر دیا۔ اب چاہئے کہ جو چاہئے نہ کرے۔

فشنہ کون ما قولکم و افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

المشتر
نصیر الدین ساکن میرٹھ محلہ کرم علی

فتوے قدوة العلماء زبذہ الفقہاء سالک مسلک طریقت راہبر جادہ شریعت

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ادام اللہ ظلہ
ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندر میں مسئلہ کہ کو ادیسی جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے حلال
ہے یا حرام۔ فقہاء نے بعض اقسام کو ہلے کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام اب یہ دریافت کرنا
منتظر ہے کہ یہ کو اقسام حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا تو ہر دو

الجواب

کتب فقہ میں تعیین اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور
ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے۔ پس یہ کو ا جواں بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقیق نہ ہو تو بھی
اس کی حلتہ میں شبہ نہیں ہے اس لیے کہ جب وہ بھی غلط کرتا ہے اور نجاستہ و غلہ و دانہ سب
کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلتہ بھی مثل عقیق کے معلوم ہوگی خواہ اس کو عقیق کہا جاوے یا نہ کہا
جاوے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

فتوے جناب مولانا مولوی حاجی صوفی احمد حسن صاحب کانپوری سلمہ

الجواب

یہ معمولی کو ا جو میٹے اور دانے سے پرورش پاتا ہے کبھی دانہ کھاتا ہے اور کبھی میلا امام اعظم
ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حلال ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ

ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ سلال ہے۔ فی التنبیہ و شرح الدر المختار
تنبیہ اور درخت میں ہے کہ:

وَأَحَلَّ الْغُرَابُ الذَّرْعَ الَّذِي يَأْكُلُ
الْحَبَّ وَالْأَرْنَبَ وَالْعَفَقَ هُوَ غُرَابٌ
يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ حَبِّ وَحَبِّ
وَالْأَصْحَحُّ جَمْعٌ فِي مَرَدِّ الْمَحْتَارِ هُوَ
قَوْلُ الْإِمَامِ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ
يَكْرَهُهُ -

غراب الذرع جو کہ صرف دانہ کھاتا ہے حلال ہے
نیز خرگوش اور عقق بھی حلال ہے عقق وہ کوہ ہے
جو دانہ اور مردار دونوں کھا لیتا ہے اور اس کا حلال
ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ یہ
امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے
فرمایا کہ مکروہ ہے۔

فتاویٰ مالگیریہ میں ہے کہ:

وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ مُسْتَحَبٌّ طَبْعًا
فَإِنَّ الْغُرَابَ الذَّرْعِيَّ الَّذِي يَلْقِطُ
الْحَبَّ مَبَاحٌ طَبْعًا وَإِنْ كَانَ الْغُرَابُ
يَكْبِتُ بَخْلَطٍ فَيَأْكُلُ الْحَبَّ تَأْسَرًا
وَالْحَبُّ أَخْذَى فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي
يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يَكْرَهُ دَعَا ابْنِ
حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ
الصَّحِيحُ عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ :

غراب البقع جو صرف مردار کھاتا ہے طبعاً مکروہ ہے
اور غراب زرعی جو صرف دانہ چکاتا ہے مباح اور
پاکیزہ ہے۔ اور اگر کوئی ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں
کھا لیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف
سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ
کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں،
یہی صحیح ہے۔ جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے
کے باوجود حلال ہے۔

عنایہ شرح باب میں ہے کہ:

وَأَمَّا الْغُرَابُ الْأَسْوَدُ وَالْأَبْقَعُ فَهُمَا أَنْوَاعٌ
غُرَابِ الْأَسْوَدِ الْبَقَعِ كِ تَيْنِ قِسْمَيْنِ، أَوَّلُ جُودِ مَرَدِّ

ثَلَاثَةٌ نَوْعٌ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ
وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوْعٌ مِنْهُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ
وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْإِبْقَمَ الَّذِي
يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ
يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أُخْرَى وَ
لَوْ يَذْكُرُهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ
عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَ مَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي
يُوسُفَ فَقَوْلُهُ وَكَذَلِكَ الْغَدَاةُ وَهُوَ
غُرَابُ الْقَيْظِ لَا يُؤْكَلُ وَأَصْلُ ذَلِكَ
أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَلَحْمُهُ نَبَتٌ مِنَ الْحَرَامِ
فَيَكُونُ جَيْشًا عَادَةً وَمَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَمْ
يُوجَدْ فِيهِ ذَلِكَ وَمَا خَلَطَ كَالِدَاجٍ
وَالْعَقَقُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ
الْأَصَحُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ
وَهِيَ مِمَّا يَخْلُطُ -

دانہ چکاتا ہے اور مردار نہیں کھاتا یہ بالاتفاق اگر وہ
نہیں ہے۔ دوم جو صرف مردار ہی کھاتا ہے، اور
اسی کو مصنف نے ابقع کہا ہے یہ مکروہ (محرمی)
ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے۔ اس کو
مصنف نے کتاب میں ذکر نہیں کیا یہ امام ابو حنیفہؒ
کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے
ز نزدیک مکروہ ہے۔ مصنف کا قول کہ اسے ہی غداہ
(غراب القیظ) ہے یعنی غراب ابقع کی طرح یہ بھی
نہیں کھایا جاتا۔ اور کوئے کے بارے میں قاعدہ
دیکھئے، یہ ہے کہ جو کھاد صرف مردار کھاتا ہے اس کا
گوشت چونکہ حرام سے پیدا ہوتا ہے اسلئے عادیہ غبیث
ہے لہذا اسکا کھانا ممنوع، اور جو کھاد صرف دانہ کھاتا ہے
سمیں یہ وجہ نہیں پائی جاتی اسلئے حلال ہے اور جو کھاد دونوں
کھا لیتا ہے وہ مرغی کے مانند ہے اور عقیق کے کھانے میں امام
ابو حنیفہؒ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے یہی صحیح ہے کیونکہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھا لی ہے جو کہ دانہ اور
گٹنگی دونوں کھاتی ہے۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق کے مکمل میں ہے :

کہ کوئے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقط مردار کھاتا ہے
یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا

الْغُرَابُ ثَلَاثَةٌ أَنْوَاعٌ نَوْعٌ يَأْكُلُ الْجَيْفَ
حَسْبُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ

جاتا ہے۔ سوّم جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے یہ
بھی امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک کھایا جاتا ہے۔ اور
اسی کو عقیق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے۔
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ
ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور امام ابو حنیفہ
کا قول زیادہ صحیح ہے۔

فَإِنَّهُ يُوْكَلُّ وَنَوْءٌ يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا
يُوْكَلُّ عِنْدَ الْأَمَامِ وَهُوَ الْعَقِيقُ لِأَنَّهُ
كَالدَّجَاجِ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ
أَنَّهُ يَكْرَهُهُ أَكْلُهُ لِأَنَّهُ
غَالِبٌ أَكْلُهُ الْجَيْفُ
وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ۔

زیلعی شرح کنز میں ہے:

کہ کڑے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو صرف مردار کھاتا
ہے اسے نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو صرف دانہ کھاتا
ہے۔ یہ کھا جاتا ہے۔ سوّم جو دونوں کھا لیتا ہے
امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ بھی کھایا جاتا ہے یہی
عقیق کہلاتا ہے اس لیے کہ یہ مرغی کے مانند ہے
اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے
کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ امام ابو حنیفہ کا
قول زیادہ صحیح ہے۔

الْخِرَابُ ثَلَاثَةٌ أَنْوَاعٌ نَوْءٌ يَأْكُلُ
الْجَيْفَ فَحَسْبُ فَإِنَّهُ لَا يُوْكَلُّ وَنَوْءٌ
يَأْكُلُ الْحَبَّ فَقَطْ فَإِنَّهُ يُوْكَلُّ وَنَوْءٌ
يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا يُوْكَلُّ عِنْدَ أَبِي
حَنِيفَةَ وَهُوَ الْعَقِيقُ لِأَنَّهُ كَالدَّجَاجِ
وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
أَنَّهُ يَكْرَهُهُ لِأَنَّهُ غَالِبٌ مَا كُوْلُهُ
الْجَيْفُ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ۔

صاحب بہامع الرموز البقع الذی یا کل الجیف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں لفظ البقع مجاز

مرسل غراب سے ہے اور غراب کی تین قسمیں ہیں (۱) البقع جس میں سواد اور بیاض ہے (۲) اسود
(۳) زارع الذی یأکل الجیف یعنی سوائے جیف اور جثہ میت کے دوسری چیز نہ
کھاوے اس قید کا فائدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

وَفِيهِ اسْتَحْأَمَ بِأَنَّهُ لَوْ أَكَلَ كُلُّ
مِنَ الثَّدْيَةِ الْجُفَيْفَةِ وَالْحَبِّ
جَمِيعًا حَلًّا وَلَوْ يَكْرَهُ وَقَالَ يَكْرَهُ
وَالْأَوَّلُ أَحْسَنُ كَمَا فِي
الْخَزَائِنِ وَغَيْرِهِ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر (مذکورہ)
تینوں قسم کے کوسے مردار اور دانہ دونوں چیزیں
کھائیں تو یہ سب ہلا کر استحل ہوں گے۔ امام
ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہوں گے
لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ خزانہ وغیرہ
میں ہے۔

نیز جامع الرموز میں ہے:

وَعُرَابُ الذَّرِيعِ وَقَالَ لَهُ
عُرَابُ الذَّيْتُونِ أَيْضًا وَهُوَ
طَائِدٌ صَغِيرٌ الْجُنَّةِ أَحْمَرُ الرَّجُلِ
أَسْوَدُ الْبَدَنِ وَأُرِيدَ بِهِ عُرَابُ
لَحْرِيَّا كُلُّ إِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ
كَانَ أَبْقَعَ أَوْ أَسْوَدًا وَزَاعِنًا
وَالْعَفَقَقُ وَهُوَ طَائِدٌ كَلْبِيلُ الذَّنْبِ
فِيهِ سَوَادٌ وَبَيَاضٌ يُقَالُ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ
(عكته) وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يَكْرَهُ لِأَنَّهُ
غَالِبٌ أَكْلُهُ الْجُفَيْفُ كَمَا فِي الذَّاهِدِ وَعَنْ مُحَمَّدٍ
إِذَا أَكَلَ الْجُفَيْفَ يَكْرَهُ وَإِذَا انْقَطَعَ الْحَبُّ لَا يَكْرَهُ

کہ غراب الذریع جیسے غراب زیتون بھی کہا جاتا ہے۔ ایک
چھوٹے جسم سرخ پاؤں اور کالے بدن والا پرندہ
ہے (لیکن اصطلاح فقہ میں) اس سے مراد وہ کوا
ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ وہ چٹکرا ہو یا
سیاہ ہو یا زناغ۔ اور عققق لمبی دم والا ایک پرندہ ہے
جس میں سیاہی اور سفیدی ہوتی ہے جسے فارسی میں
سکتہ کہا جاتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ
یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے جیسا کہ
راہدی میں ہے اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب
مردار کھائے تو مکروہ ہوگا اور جب دانہ چکے تو مکروہ
نہیں ہوگا جیسا کہ محیط میں ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ کوسے کی حلت حرمت کا دار مدار غذا پر رکھا ہے۔ جس کوسے کی غذا محض دانہ ہے وہ حلال ہے اور جس کی غذا محض جیفہ ہے وہ حرام ہے اور جس کی غذا مخلوط ہے۔ کبھی دانہ کبھی جیفہ وہ مختلف فیہ ہے۔ اصح مذہب امام الائمہ ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا ہے وہ یہ ہے کہ حلال ہے۔ رنگ کو دخل نہیں اسی واسطے صاحب جامع الرموز نے البقع کو خاص نہیں رکھا بلکہ صاف تحریر فرمادیا کہ البقع مجاز مرسل ہے۔ غراب سے غراب الذرع کو بھی خاص نہیں رکھا غراب الذرع کی اول تفسیر کی اس کے بعد فرمایا:
 وَارِبٍ بِهِ غُرَابٌ كَحُرَابٍ كُلُّ إِلَّا الْحَبَّ
 اور اس سے مراد وہ کوسا ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ البقع ہو یا اسود ہو یا زارع ہو۔ واللہ اعلم
 اَعْلَمُ وَعَلَيْهِمْ اَتَمُّ ذَلِكَ وَاللّٰهُ
 کتبہ عبد الصمد احمد عفی عنہ

الجواب صحیح

اعلم بحقیقۃ الحال

فیقر محمد جمال الدین عفی عنہ صابری نزل

کتبہ احمد حسن عفی عنہ

مد دل مرتضیٰ
جان احمد حسن

مدرسہ فیض مام کانپور

صابری نے
محمد جمال الدین بقو

فتویٰ جناب مولانا مولوی حاجی صوفی ابو محمد عبد اللہ صاحب انصاری ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

الجواب

اس دیکھی کوسے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا مکروہ نہیں اور صاحبین فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب ہی کا قول مختار اور اصح کتب معتبرہ سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔

پس یہ دلی کو ابو نجاست بھی کھاتا ہے اور دانہ ٹکڑا بھی کھاتا ہے حلال ہے۔

غلیہ میں ہے:

کہ جو کو امر دار اور دانہ دونوں کھالتا ہے، امام

ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور امام ابو

یوسف کے نزدیک مکروہ ہے۔

وَنَوْعٌ يَخْطُبُ بِأَكْلِ الْحَبِّ مَرَّةً وَالْجَيْفِ

مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَ أَبِي

حَنِيفَةَ وَمَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ اِنْتَهَى۔

اور سر اجیر میں ہے:

کہ امام ابو یوسف و امام محمد نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے۔

وَقَالَ صَاحِبُ الْبَيْكْرَةِ اِنْتَهَى۔

اور سراج منیر میں ہے:

کہ وہ کو ابو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اصح

روایت کے مطابق کھایا جائے یہی پسندیدہ

ہے۔

وَالْغَرُبُ لَذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَالْحَبَّ

يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصَحِّ وَهُوَ

الْمُخْتَارُ۔

اور جامع الرموز میں ہے:

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ نثرانہ و نیز میں

ہے۔

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ كَمَا فِي الْمَخْذَاتِ

وَعَبْدُهَا۔

اور عینی میں بھی ہے:

کہ قول اول زیادہ صحیح ہے۔

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ اِنْتَهَى۔

اور عالمگیری میں ہے:

کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور

یہی صحیح ہے جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے

أَنَّمَا لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ

عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ

کذا فی المبسوط النہی۔ کے باوجود حلال ہے ایسے ہی مبسوط میں ہے۔

اور خزائنہ المفتیین میں ہے:

و فی المسح ستر مقتیین یؤکل علی الاجتہاد النہی کہ امح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

المنقذ لامر اللہ

عبد اللہ الانصاری

کتبہ ابو محمد عبد اللہ الانصاری ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

فتویٰ جناب مولینا مولوی محمد طیب صاحب عرب مدرسہ س اول

مدرسہ عالیہ یاسر رامپور

الجواب

کسی چیز کے حلال ہونے کے واسطے بس یہی دلیل کافی ہے کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں صاف طور پر تحریر فرمادیا۔

فصل لکم ما حرم علیکم یعنی جو شے حرام ہے اس کی تفصیل میں نے تمہارے

واسطے بیان کر دی۔

اور حرمت دو طرح ثابت ہوتی ہے قرآن شریف یا حدیث شریف سے جیسا کہ کلام ربانی میں ہے۔ لتبین للناس لہذا قرآن مجید سے کوئے کی حرمت نہیں سمجھی گئی اور نہ حدیث شریف سے یہ مضمون ثابت ہے۔ اب رہی یہ حدیث کہ غراب کے قتل کا حکم حرم میں کیا گیا ہے اس حدیث سے بعض علماء کوئے کی حلت میں شک کرنے لگے بعض نے کودہ کہا کسی نے حرمت کی دلیل سمجھا۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ نے اس حدیث کو کوئے کی حرمت اور کراہت کی دلیل

نہ خیال کیا بلکہ امام صاحب کے نزدیک یہی کوتاہی ہندوستان میں مٹو پایا جاتا ہے یہ حلال ہے۔ دلیل کے واسطے دیکھو کتب فقہ۔

محمد طیب مدرس اول مدرسہ عالیہ رام پور

محمد طیب ۱۶

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی سعد اللہ صاحب مرحوم درمغفور

مفتی ریاست اسلامیہ رام پور

الجواب

جواب سوال اول آنست کہ فی الواقع غراب خورندہ حبوب و نجاست نزد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حلال است و نزد امام ابو یوسف مکروہ کذا فی الہدایۃ و غراب مذکور اور زبان عرب معقن گویند اصح درین باب قول امام اعظم است۔

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ در حقیقت دانہ اور گندہ گی کھانے والا کوتاہی امام ابو حنیفہ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور اس کو سے کو عربی میں معقن کہتے ہیں اور اس مسئلہ میں زیادہ صحیح قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔

کَمَا فِي الدَّرِّ الْمَخْتَارِ الْعَقَقُ هُوَ ابْنُ يَجْمَ مِنْ أَكْلِ الْحَبِّ وَالْجَيْفُ الْأَصَمُّ حِلَّةٌ أَنْتَهَى
وَفِي الْعُنَايَةِ وَالْعَقَقُ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الْأَصَمُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ مِمَّا يَخْلُطُ أَنْتَهَى۔

ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے :

وَفِي ذَخِيرَةِ الْعَقَبِ الْغُرَابُ أَرْبَعَةُ أَنْوَاعٍ
کہ کو سے کی چار قسمیں ہیں اول جو صرف دلنے کو

نَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبُّوبَ فَقَطُ يُقَالُ لَهُ غُمَابٌ
الذَّرْعُ كَمَا سَيَأْتِي فَهُوَ حَلَالٌ اِتِّفَاقًا لِأَنَّهُ
لَيْسَ مِنْ سِبَاعِ الطَّيْرِ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ
وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَحَبٌّ فَهُوَ حَرَامٌ
لِاتِّفَاقٍ وَنَوْعٌ مُعَدُّ وَدٌّ مِنْ سِبَاعِ الطَّيْرِ
فَهُوَ حَرَامٌ اِتِّفَاقًا وَنَوْعٌ يَجْمَعُ بَيْنَ الْحَبِّ
وَالْجَيْفِ وَهُوَ حَلَالٌ عِنْدَ الْأَعْظَمِ وَهُوَ
الْحَقُّقُ الَّذِي يُقَالُ لَهُ بِالْفَارِسِيَّةِ
(عَكَة) لِأَنَّهُ كَالِدَا جَاخَةٍ وَالثَّانِي أَنَّهُ
يَكْرَهُ لِأَنَّهُ غَائِبٌ أَكْثَرُ الْجَيْفِ
وَالْأَوَّلُ أَحَقُّ كَذًا فِي
التَّبَيُّنِ انْتَهَى -

ہے اسے غراب الذرع کہا جاتا ہے جیسا کہ
عنقریب آئے گا یہ بالاتفاق حلال ہے کیونکہ یہ
زندہ پرندوں میں سے نہیں ہے اور نیز مردار بھی
نہیں کھاتا ہے۔ دوم جو صرف مردار کھاتا ہے یہ
بالاتفاق حرام ہے۔ سوم جو زندہ پرندوں میں سے
شمار کیا گیا ہے وہ بھی بالاتفاق حرام ہے۔ چہارم
جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے یہ امام ابوحنیفہؒ
کے نزدیک حلال ہے اور یہ معتق کہلاتا ہے،
اور فارس میں عکۃ کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے،
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کا اکثر
فدامردار ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے
جیسا کہ تبیین میں ہے۔

صاحب ہدایہ کی کتاب التبیین والمزید میں ہے:

وَفِي التَّبَيُّنِ الْمَزِيدِ لِصَاحِبِ الْهَدَايَةِ أَكْلُ
الْخَطَافِ وَالْفَاخَتَةِ وَالْحَقَّقِ لَا بَأْسَ بِهِ
لِأَنَّهُ لَيْسَ بِذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا ذِي
مُخَلَّبٍ مِنَ الطَّيْرِ انْتَهَى -

کہ خطاف (ابابیل کے مانند ایک پرندہ ہے)
فاختہ اور عقق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں
کیونکہ یہ کھلی والے درندوں اور پنجنوں (سے ہوا)
میں شمار کرنے والے پرندوں میں سے نہیں ہے

اور خزانۃ المفقیین میں ہے:

وَالْغُرَابُ الْأَسْوَدُ الَّذِي يَأْكُلُ الْحَبَّ

کہ وہ کالا گوا جو (صرف) دانہ کھاتا ہے وہ کھلایا

وَالزَّرْعُ يُؤْكَلُ وَمَا بَاقِلٌ إِلَّا جِفٌّ وَالْحَبُّ
يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصْحَىٰ الْآخِرَةِ -

و ظاہر امراد فقہاء از معتق بہین عراب
متعارف بلاد و امصار معلوم میشود -

جائے اور جو مردار اور دانہ دونوں کھانا ہے دیہی
اصح روایت کے مطابق لکایا جائے -

ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کی مراد معتق
سے وہی کوآ ہے - جو (ہمارے) شہروں اور علاقوں
میں متعارف ہے -

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مشہور طوطی حلال
ہے -

اما جواب سوال ثانی آنست کہ طوطی

مشہور حلال -

جیسا کہ سراج منیر میں ہے:
وَالطُّوطِيُّ الَّذِي يُقَالُ لَهُ طُوطَا حَلَالٌ
لِأَنَّهُ لَيْسَ بِبَصَّادٍ الْآخِرَةِ -

و شعر مسطور نیز مطابق اصول حنفیہ بنیائید
مگر مردار کوآ کہ در آخر مصرع اول واقع شدہ نوع
حرام زانغ و ازند چنانکہ تفصیلاً گزشتہ و انشد
اعلم -

کہ وہ طوطی جسے (عام طور پر) طوطا کہا جاتا ہے،
حلال ہے کیونکہ یہ شکاری درندہ نہیں ہے -
اور شعر بھی اصول حنفیہ کے مطابق ہے مگر پہلے
مصرع کے آخر میں جس کوآے کا ذکر ہے اس سے
مراد کوآے کی وہ قسم ہے جو حرام ہے جیسا کہ تفصیل
گزر چکی ہے - واللہ اعلم

کتبہ مفتی محمد سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معہ ماہیہ، یگر

علمائے ریاست رام پور

الجواب

حسب تحقیق کتب معتق یہی غراب ہے جو ہمارے دیار اور مضامین متعارف ہے۔ حب اور حیف کو جمع کرتا ہے اسی کی حلت اور کراہت کی بابت شیخین رحمہما اللہ کا اختلاف ہے۔ اور علامہ شامی نے جو صفات معتق کے تحریر کئے ہیں۔ وہ ضرور اس غراب میں موجود ہیں فقہاء کا کلام بابت انحصار اقسام اربع غراب کے منظر احتمال اربع صحیح درست ہے کیونکہ غراب یا مردار خوار ہوگا یا سباع و طیور میں داخل ہوگا۔ یہ دونوں بالاتفاق حرام ہیں یا دانہ خوار ہوگا یہ بلا خلاف حلال ہے یا حب اور حیف دونوں کو جمع کرتا ہوگا، وہ امام اعظمؒ کے نزدیک بروایت مفتی ابہ حلال ہے۔ اور امام یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے اسی غراب متعارف آبادی کو بعض مہوکہ بھی کہتے ہیں۔

صاحب ترجمہ در المختار نے اس کو نقل کیا ہے۔ لیکن اہل شکار کا یہ بیان ہے کہ مہوکہ حلیہ میں متعارف اسی غراب کے ہوتا ہے گر رنگ سرخی آہمیز ہوتا ہے۔ جثہ اور آواز میں بھی فرق ہوتا ہے۔ اہل شکار اس کو بے تکلف کھاتے ہیں۔ بہر کیف اگر از قسم غراب ہے تو از روئے تتبع فقہاء انہیں اقسام اربع محصورہ مذکورہ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی حلت کا بھی حکم باعتبار احتمال اربع دانہ خوری یا حیف خوری ذمیمہ وغیرہ کے تابع ہوگا۔

خلاصہ مرام یہ ہے کہ اس میں تو اہل بصیرت کو شک نہیں کہ غراب متعارف حب و حیف کو جمع

کرتا ہے۔ جامع حیف و حب کی حلت کی بابت قاعدہ کلیہ یہ قیاس و جہل غلات مع مباحثہ

شیخین رحمہما اللہ افقہ الفقہار صاحب تریح نے فتاویٰ قاضی خان میں نقل کیا ہے۔

وَهُوَ هَذَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ
أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعُقُقِ
فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ
النَّجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ النَّجَاسَةَ
بِشَيْءٍ آخَرَ كَالدَّجَاجَةِ لَا بَأْسَ بِهِ وَ
قَالَ أَبُو يُوسُفَ يَكْرَهُ الْعُقُقَ
كَمَا يَكْرَهُ الدَّجَاجَةَ
الْمُخْلَلَاتُ -

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ
سے عقق کے دکھانے کے، بارے میں سوال کیا
تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا
کہ وہ گندگی کھاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے
ساتھ دوسری پاک اشیا بھی کھاتا ہے لہذا کوئی
حرج نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ
عقق مکروہ ہے جیسا کہ باہر پھرنے والی مرغی
مکروہ ہے۔

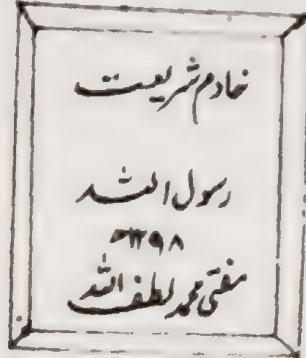
اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ملت عقق میں متفرق نہیں ہیں اور ائمہ بھی اسی رائے میں شریک
ہیں۔ شیخ علی حزمین نے رسالہ صید یہ میں لکھا ہے عقق مکہ است نزد حنفی و مالکی و حنبلی حلال
است اور مغنی نے ہے کہ اس قسم کے جانور جامع حنیف و حنبہ کے تین روز بند رکھنے کا حکم
ماتوقتیکہ اثر جیف کا لحم میں نہ پیدا ہو۔ ازراہ نظافت و پاکیزگی ہے یعنی کراہت تنزیہی کی وجہ
سے ہے نہ ازراہ حرمت۔ چنانچہ فتاویٰ مذکور میں مسطور ہے۔

رَوَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَةَ وَإِنَّمَا
يَجَسُّ مَا يَتَنَاوَلُ الْحَيْفَ عَلَى وَجْهِ
لَا يَنْظُرُ أَثَرُ ذَلِكَ فِي لَحْمِهِ عَلَى
وَجْهِ التَّائِدَةِ -

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کھاتے
تھے دباتی رہا، ایسی مرغی کو دین دن تک مجبوس
رکھنا جس کی مردار خوری کا اثر اس کے گوشت پر
ظاہر نہ ہوا ہو تو وہ، محض تحصیل نظافت کے لیے
ہے۔

تحقیق مسئلہ کی راہ سے دجاہ نمذات اور غراب جامع جیف وجہ دونوں برابر میں یہ امر
 جدا ہے کہ رواج دجاہ کے تنازل کا بلا تکلف ہو اور غراب بوجہ عدم تمیز قسم طلال از غیر طلال
 یا بوجہ مسنرت ترک کیا جاوے۔ هذا ما التقى في البال والله تعالى اعلم بحقيقة الحال۔

العبد المذنب الاذواء محمد لطف الله عفى عنه



فی الواقع جو کوہ ادا اور نجاست دونوں کھاتا ہے امام صاحب کے نزدیک بلا کراہت
 طلال ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ اور محقق کا یہی حال ہے جس کو ہند میں مہو کہتے
 ہیں عام اس سے کہ یہی گواہ ہوا ہے آخر۔

عنایہ میں ہے: ۱۔ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ مَرَّةً أُخْرَى دَهْوٌ غَيْرُ
 مَكْرُوهٍ ۲۔ بِمِثْلِهِ رَحْمَةٌ مَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ۔

فتاویٰ سراجمہ میں ہے:

دَقَلٌ صَاحِبًا يَكْرَهُ ۱۲

السراج المنیر میں ہے:

وَالْعُذَابُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَالْحَبَّ يُؤْكَلُ عَلَى الْأَحَبِّ دَهْوٌ مُخْتَارٌ ۱۳

جامع الرموز میں ہے:

والاولیٰ اصح کما فی الخزانة وغیرها

یعنی میں ہے:

والاول اصم ۱۲

مالگیری میں ہے:

عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ لا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّيْحَمُ عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ ۱۲
خزانة المفتیین میں ہے:

يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصَمِ ۱۲

ہدایہ میں ہے:

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقَقِ
لِأَنَّهُ يَخْلُطُ النَّجَاسَةَ فَاشْتَبَهَ الدَّجَاجَةَ وَ
عَنْ أَبِي يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ يَكْرَهُ
لِأَنَّ غَالِبَ أَكْلِهِ الْجَيْفُ
کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا عقق کے کھانے میں
کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھا
لیتا ہے۔ لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابو یوسف
سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا
مردار ہے۔

۱۲، ۱۲

زیلعی میں ہے:

کہ پسند قول زیادہ صحیح ہے۔

والاول اصم

منایہ میں ہے:

وَمَا يَخْلُطُ كَالدَّجَاجِ وَالْعَقَقُ فَلَا
بَأْسَ بِأَكْلِهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ
وَهُوَ الْأَصَمُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ
کہ جو کو امردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ مرغی کی طرح
ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک عقق کے کھانے
میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے حالانکہ وہ

وہی مما یخلط ۱۲

مردار اور دانہ دونوں کھاتی ہے۔

ہذا حکم الکتاب واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

محمد منور علی عفی عنہ مدرس حدیث مدرسہ ریاست

الجواب صواب

محمد منور علی عفی عنہ

دستخط احمد امین عفی عنہ مدرس سوم ریاست

الجواب صحیح

حنفیہ کے نزدیک بغیر کسی غفہ کے جواب صحیح ہے
 کیونکہ یہ ان کی کتب فقہیہ کے موافق ہے اور اس کا
 منکر فرقہ وہابیہ میں ہے کیونکہ وہ مرعی کے بارے
 میں تو امام ابو حنیفہؒ کا قول لے لیتا ہے اور اپنے نفس
 شہوانی کی اتباع میں کولے کے بارے میں (ان کا قول)
 چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس بارے میں اقتدا کرنا ہے
 اس شخص کی جو شہوات نفسانیہ کے تابع اور کتاب
 اور احادیث نبویہ سے منحرف ہو اللہ تو اسے اسے
 موت دے یا ہدایت دے تاکہ وہ حق پر کھڑا مستقیم
 سے روکتے ہوئے جہنم کے راستے کی طرف نہ
 لے جائے۔

صَحَّ الْجَوَابُ عِنْدَ الْحَنِيفَةِ بِلَا خُفْيَةٍ؛
 لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِكُتُبِهِمُ الْفَقْهِيَّةِ؛ وَ
 مُنْكَرُهُ مِنْ فِرَاقَةِ الْوَهَابِيَّةِ؛ لِأَنَّهُ
 يَأْخُذُ قَوْلَ أَبِي حَنِيفَةَ فِي الدَّجَاجَةِ
 وَيَتْرُكُ فِي الْعَذَابِ بِاتِّبَاعِ نَفْسِهِ
 ۱ لِّلشَّهْوَانِيَّةِ؛ وَيَقْتَدِي فِي ذَلِكَ قَوْلَ
 الَّذِي يَتَّبِعُ الشَّهَوَاتِ وَيُخْرِفُ عَنْ
 كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَعَنِ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ
 يُمَيِّتُهُ اللَّهُ تَعَالَى أَوْ هَيِّدُ يُرِي حَتَّى لَا
 يَصُدَّ الْخَلَائِقَ عَنِ الْقِرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ
 إِلَى صِرَاطِ الْجَهَنَّمِيَّةِ؛ ۱ مِّنْ أَمِينٍ مِّنْ أَمِينٍ

نقیر محمد حسن

عبدہ المذنب محمد روشن الدین محمد پوری ۱۳۳۲ھ

وَأَكَلْتُ هَذَا الْخَرَّابَ الْمُتَنَازِعَ
فِيهِ مَعَ أَسَازِي الْمُعْظَمِ السَّيِّدِ الْمَوْلَى

محمد عطر شاہ صاحب الساکن فی البدۃ
القاضی پور دہلی قریب من السرح حد علاقہ

الْجَوَابُ صَیْحُكُمْ لَا شَكَّ فِي صِحَّتِهِ
إِلَّا لِلضَّالِّينَ الْمُضِلِّينَ الْمُتَّبِعِينَ
لَهُوَاهُ الَّذِينَ يَجْجِبُونَ الدُّنْيَا
بِالِدِّينَ يَبْسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ
الضَّانِ مِنَ اللَّيْلِ أَلَسَنَتُهُمْ
أَحْلَى مِنَ التَّكْرِ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ
الضَّيَّابِ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى
فِي شَأْنِهِمْ أَبَى يَخْتَرُونَ أَمْرًا عَلَى
يَخْتَرُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَأْ

خُذُونَ بِقَوْلِ إِمَامِنَا الرَّهْمِ الْعَلَمِ
أَبَى حَنِيفَةَ إِذَا كَانَ
مُؤَافَقًا لِقَوْلِهِمْ وَيَتَرَكُونَهُ
إِذَا كَانَ مُخَالَفًا لَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ
لَيْسُوا مُقَلِّدِينَ وَلَا فَيَرِ مُقَلِّدِينَ
بَلْ مَذْبَذِبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى

میں نے اس متنازع فیہ کو اپنے استاد معظم
السید المولوی محمد عطر شاہ (ساکن قاضی پور) کے ساتھ
مل کر کھایا ہے۔

العبد محمد اعظم الدین عفی عنہ

جواب صحیح ہے اس کے صحیح ہونے میں (کسی کو)
کوئی شبہ نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جو خود
گمراہ، دوسروں کو گمراہ کرنے والے اور اپنی خواہش
کے تابع ہیں۔ جو دین کے بدلے دنیا حاصل کرتے
ہیں لوگوں (کو دکھانے) کے لیے بھیڑ کی کھال
پہنے ہوئے ہیں (لیکن) نرمی کی وجہ سے ان کی
زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں، ان کے دل بھیڑیوں
کے دل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرماتے
ہیں کہ کیا یہ میرے بارے میں دھوکہ میں پڑے
ہوئے ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ
ہمارے امام ہمام علامہ ابو حنیفہ کا قول ان کے
قول کے موافق ہوتا ہے تو لے لیتے ہیں اور جب
ان کی خواہش کے مخالف ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے
ہیں، درحقیقت یہ نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد بلکہ ان
دونوں کے درمیان مذہب میں نہ کاملاً، ان کی طرف

هُوَ كَلَاءٌ وَلَا إِلَىٰ هُوَ لَا عِوَمَنْ
يُضِلُّ اللّٰهُ فَكُنْ تُجِدَ لَهُ
سَبِيلًا۔
میں نہ ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیتا تو
اس کے (راہِ راست پر لانے کے لیے
ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا۔

العبد بدر الدین

محمد اکبر علی خان
مولاوی جعفر علی خان مدرس حدیث مدرسہ سیریاست
محمد جعفر علی ولد

ہوالموفق للصواب

صاحب در مختار دفع التذیہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ غلط کرے اکل حیف و حب میں وہ معتق ہے
بناؤ علی بذالتفسیر اس کو سے کو معتق میں داخل کر کے علی الاصح حلال کہہ سکتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ
معتق کا مسداق بنایا جائے تب، بھی علت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ غراب کے اقسام میں سے
کن قسم میں ضرور مندرج ہوگا، اور اندراج اس کا سوائے قسم نوع بخلط میں نہ اور میں نہیں ہو سکتا کہ
ہو الظاہر وَالْحَقَّقُ هُوَ غَرَابٌ بِحَمِّ بَيْنِ أَكْلِ حَيْفٍ وَحَبٍ وَالْأَحْمَرُ حِلَّةٌ انْتَهَى
در مختار۔ وَأَعْلَمُ أَنَّ الْغَرَابَ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ نَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَيْفَ فَحَسَبُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ
وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسَبُ فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ أَيْضًا يُؤْكَلُ هَذَا الْإِسْلَامُ
وَهُوَ الْحَقَّقُ وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يُكْرَهُ أَكْلُ الْأَرْغَابِ كُلِّ الْخَيْفِ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ انْتَهَى مِنْ
التَّكْمِلَةِ وَالْفَتْحِ حَاشِيَ كَنْزٍ هَكَذَا صَوَّرَ الْعَيْنَةُ حَاشِيَةُ الْهَدَايَةِ
اور عدم رواج اکل اس کا بوجہ حرمت، کے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا گوشت دوسرے
درجہ کا گرم و خشک ہے جو مضر ہے پھیپڑے کو اور ردی غذا اور دیرمضم ہے کہا ہو
مصرح فی کتب الطب البزہ اگر اس کو سے کا پیچھے سے زخم اور شکار کرنا معتق ہو جائے گا
تو بلا شک طبعی و فی قلب میں داخل کر کے حرام کہا جائے گا ورنہ نہیں۔

واللہ سبحانہ اعلم۔

دستخط و مہر محمد معز اللہ خان مدرس ششم مدرسہ ریاست،

محمد معز خان

نقل خط جناب فخر المحدثین زبدۃ المتکلمین مولینا مولوی محمود حسن صاحب ظلہ العالی
مدرس اول مدرسہ اسلامیہ عالیہ دیوبند عمر بالثالث و البقاہا دأما

کرم بندہ السلام علیکم آپ کا استفتاء جو کدے کی علت و حرمت کی بابت تھا مجھ کو ملا اور
لگاتار آپ کے تین کارڈ متقاضیائے جواب بھی یکے بعد دیگرے پہنچے۔

آپ کو غالباً معلوم ہو گا کہ بندہ فتوے نویسی کا شائق نہ اس کام کے لائق میں امید کرتا ہوں کہ
آپ تلاش بھی فرمادیں گے تو غالباً آپ کو بندہ کا لکھا ہوا فتوے ملنا بہت ہی دشوار ہو گا البتہ دیگر
علماء کی تحریرات پر جو میری رائے میں صحیح ہوتی ہیں تشریح سواد کے لیے نام لکھ دینے کی نوبت آتی
رہتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اہل علم و دیانت جو اس منصب کے ہر طرح سے
لائق ہیں ان کے متعدد فتوے اس مسئلہ میں جو بدیکہ مشہور بھر مسئلہ کوئی مفتی نہیں، کوئی اس میں
پہچیدگی نہیں اس پر بھی معمولی مولویوں نے ان کی تردید میں اپنا کمال علم و دیانت ظاہر فرمانے میں کوئی دہرہ
باتی نہیں رکھا و غلط تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کر ڈالے اب ان جملہ امور کو
محافظ فرما کر بتلانیے کہ اس بارہ میں خامہ فرسائی کرنا فتنوں و بے سود ہے یا نہیں جب یہ مسئلہ ایک
سیدھا اور ظاہر مسئلہ ہے اور علمائے حقانی مکر اس کو تباہ چکے اور امر حق ظاہر کر چکے تو میرے
یا کسی دوسرے کے لکھنے سے کون سی بہبودی کی توقع ہو سکتی ہے جب بعض صاحب اپنے

انکار پر ایسے پختہ ہیں کہ نہ کتب کو دیکھیں نہ اکابر کی سُنیں تو اب ان سے کسی امر کی توقع رکھنا بالکل خیال نام ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ دو خود عرض ملا میں مرغی حرام ہو جاتی ہے۔ کبھت کو سے کی تو حقیقت کیا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ کسی جانب میں کسی عرض ذاتی کا تقاضا نہیں کہ خواہ خواہ اس پر زور دیکھتے نہ کسی منفعت دنیوی کی امید نہ کسی خوشامد دانی نہ شہرت و نیک نامی کی طمع دامن گیر نہ بہانہ جو طبائع سے قبول کرنے کا خیال ادھر حق پسند اور طالبِ صواب حضرات کے لیے اس سے زائد کوئی کیا لکھے گا جو اہل حق شکر اللہ سبحانہ و تعالیٰ مکرر ظاہر فرما چکے طرہ یہ کہ اگر آج کل کے بہت سے اہل علم کی یہ شان کہ جس عبارت واضح سے واضح کا جیسا ارادہ فرماتے ہیں وہی مطلب اس کا سمجھ لیتے ہیں گویا معنی الفاظ ان کے ارادہ اور اعتبار کے تابع ہیں ان کا علم تابع الفاظ و معانی نہیں بلکہ یوں کیٹے کہ عبارات کے فی نفسہ کوئی معنی معین ہی نہیں جیسے چاہے معین کر لیے تمام اہل عقل و عقل اس امر پر متفق تھے کہ علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ مگر آج کل کے اقوال و تحریرات سے اس کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ معلوم بھی بسا اوقات علم کا تابع بن جاتا ہے علاوہ ازیں افتاء کے لیے جو نیرو ضروری نہیں وہ تو پہلے ہی سے اٹھتی چلی آتی تھیں مگر اب تو یہاں ملک تو وسیع ہو گیا کہ دربارہ تحقیق مسائل شرعیہ معمولی علم اور نام کی طالب علمی کی بھی ضرورت نہیں رہی، ابو حنیفہ کے قول کی تردید جس کسی طبیب منشی شاعر رئیس وکیل سے چاہے لکھوا لیجئے۔ پھر فرمائے تو سہی اس طوفان بے تمیزی میں اپنی اچھی خاصی جان کو پھنسا کر کون اپنی تضحیع اوقات کرنے کو پسند کر سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قہ دیکھے کہ بخل کی اطاعت اور غراہش نفس کی اتباع اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور (جب تو دیکھے)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا رَأَيْتَ شَحَامًا طَائًا وَهَوَى
مُتَبَعًا وَدُنْيَا مُؤَثَّرَةً وَاعْجَابٌ كُلِّ ذِي

رَأَى بِرَأْيِهَا فَعَيَّنَكَ بِمَخَاصِئِ
هردی رائے کا اپنی ہی رائے کو پسند کرنا تو پھر دایسے
نَفْسِكَ اذ کما قال۔ وقت میں، تجھ پر صرف اپنی نگہبانی کرنا لازم ہے۔

مجھ کو امید ہے کہ آپ مجھ کو معذور سمجھ کر میری عرض کو قبول فرمادیں گے آپ خود کتب مروجہ فقہیہ کو ملاحظہ فرمائیے اور جانبین کے اشتہارات و فتاویٰ بھی بہ نظر انصاف دیکھئے میں یقین کرتا ہوں آپ خود متعجب ہوں گے کہ اس مسئلہ بدیہی میں نزاع کی کیا بات ہے جو مدعیان فضل و کمال اس کی ترویج میں پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں۔ جس کا ماحصل یہی نکلے گا کہ کبھی کوئل مل کر بھیڑنا بتایا جاتا ہے اور حیلہ جو طبائع اپنے خیالات مختلفہ کی وجہ سے ایک، سیدھی بات کو طول میں ڈال کر اپنے علم و فہم کی بیوقوفی کر رہے ہیں اور اگر آپ بلا ضرورت اسی امر پر متقاضی اور مصر ہیں کہ آپ کے سوال کے جواب میں کچھ میں بھی ضرور ہی عرض کروں تو خیر اصل مطلب اور بقدر حاجت، عرض کر دینے میں مجھ کو بھی عذر نہیں، باقی نزاع پسند حضرات جو خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتوں میں کھینچ تان کر کے اپنے اغراض کی وجہ سے اصل مقصود کو زلانا اور حق کو چھپانا چاہتے ہیں اس کی تفصیل سے معافی چاہتا ہوں اُن امور کے جواہرات تفصیلی کا کسی کو دیکھنا منظور ہو تو اس قسم کی تحریرات بھی متعدد آپ کو ملیں گی ان کو ملاحظہ فرمایا لیجئے۔

جناب من اصلیات قابل گزارش تو ہے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوسے کی اقسام متعدد ہیں اور ان کے احکام میں باہم اختلاف ہے مگر اختلاف حکم کا مبنی یعنی حلت و حرمت کے فرق کا باعث صرف اختلاف غذا ہے یعنی غراب کی بعض اقسام حلال اور بعض غیر حلال جو عند الفقہاء ہیں۔ اس فرق کا باعث نہ اختلاف الوان ہے نہ اختلاف اشکال نہ اختلاف اصوات صرف اختلاف غذا اس اختلاف کا باعث ہے کیونکہ غذا ہی پر اس مسئلہ میں حکم حلت و حرمت متفرع ہے کسی خاص لون یا شکل یا آواز کو حلت یا حرمت میں ملاحظہ نہیں اور جو

جتنی لامنتی ایسی بات میں کبھی چون و چرا کرنے کو موجود ہو اس سے خطاب ہی منقول ہے یہی وجہ ہے کہ کوڑے کی اقسام کو زاید میں مگر فقہاء و رحمہم اللہ نے باعتبار غذا کل تین قسموں میں منحصر فرما کر ایک قسم کو حلال بالاتفاق دوسرے کو حرام میسرے کو مختلف فیہ بیان فرمایا ہے باعتبار اختلاف الوان و اشکال و اصوات عالم میں کوڑے کی کتنی ہی اقسام ہوں مگر جمیع اقسام میں اقسام مذکورہ میں ضرور داخل ہو گا یہ نہیں کہ ہر قسم اقسام سے خارج ہو جائے اور ان اقسام کی تفصیل میں تمام فقہائے حنفیہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوڑے کی غذا محض نجاست و مردار ہے تو وہ قسم بالاتفاق حرام ہے اور اگر محض عذہ اور دانہ کھانا ہے مردار بالکل نہیں کھاتا تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے تو وہ قسم مختلف فیہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ حلال اور امام ابو یوسف رحمہ اس کو مکروہ فرماتے ہیں۔ اول معتبر اور اصح امام کا قول ہے ہر چند یہ مضمون ایسا ظاہر ہے کہ اس کے ثبوت میں نقل عبارات کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی مگر مزید اطمینان و قطع توہمات کے خیال سے ایک دو عبارت بھی نقل کیے دیتا ہوں۔

وَإِنْ كَانَ الْخَرَابُ يَحِثُّ يَخْلُطُ قَبْلَ كُلِّ الْجَيْفِ تَارَةً وَالْحَبَّ أُخْرَى فَقَدْ سَمِعَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهَا وَهِيَ الصَّحِيحَةُ عَلَى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ
كَذَا فِي ۲ مَلَبُوطٍ ۱۲ - عَالِ الْكَيْدِيَةِ -

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جو نسا کو دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کو امام ابو یوسف رحمہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ حلال فرماتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا قول اس بارہ میں صحیح اور معتبر ہے اور جو کو دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کا اور مرضی کا ایک حکم ہے۔ عالمگیر یہ میں فتاویٰ قاضی خان سے جو مسئلہ کوڑے کے بارہ میں نقل کیا ہے اس میں یہ قاعدہ کلیہ نقل فرماتے ہیں۔ فَكَانَ الْأَصْلُ مِنْدَاهُ أَنْ يَخْلُطَ كَالدَّجَاجِ لَا بَأْسَ یعنی جو جانور مثل مرغی اور کوڑے کے دانہ و

نباست، دونوں چیزیں کھاتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ سب، حلال ہیں البتہ امام ابو یوسفؒ ان سب کو مکروہ فرماتے ہیں۔

ان عبارات سے بے تکلف یہ بات معلوم ہو گئی کہ کسی صورت کا کوّا ہو مگر جو دونوں چیزیں کھاتا ہے وہ کیا بلکہ ایسے تمام جانور پرندہ امام صاحب کے یہاں حلال اور ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہیں اور ارجح قول امام ہے۔ لیکن حضرت اس مسئلہ کی اصل حقیقت: توکل اتنی ہے جو عرض کر چکا اب اس سیدھی اور بے تکلف بات کو اپنی پیچیدگی طبع کی وجہ سے جتنا چاہو طول دے لو اور تمام شروح و فتاویٰ وغیرہ میں یہ امر موجود ہے انشاء اللہ اس کے خلاف کہیں کوئی عبارت کتب متداولہ معتبرہ میں نہ نکلے گی باقی غلط بینی اور غلط فہمی کا علاج کسی کی اختیار ہی بات نہیں ہے بغرض بعض منافع اتنا اور عرض کیے دیتا ہوں کہ کوّے کی دو قسمیں مشہور یعنی اسود اور البقہ جو امام کتب میں موجود اور مذکور ہیں۔ ان میں سے دراصل کوئی قسم بھی حلت و حرمت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حسب معروضہ سابق بلحاظ غذا وہی تین قسمیں حلال اور حرام بالاتفاق یا مختلف فیہ جیسے غراب اسود میں جاری ہیں ویسے ہی بعینہ غراب البقہ میں مسلم ہیں۔

قَالَ فِي الْبَيِّنَاتِ وَأَمَّا الْغُرَابُ الْبَقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُوَ أَنْوَاعٌ ثَلَاثَةٌ نَوْعٌ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجُحْفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ - وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجُحْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْبَقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ - وَنَوْعٌ يَخْلُطُ فَيَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجُحْفَ أُخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَهُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ -

شامی وغیرہ میں مذکور ہے۔

وَحَلَّ غُرَابُ الذَّرْعِ هُوَ غُرَابُ الْأَسْوَدِ غُرَابُ الزَّرْعِ حَلَالٌ هِيَ يَرِيبُ كَالْأَجْوِثِ طَعْمُهَا

صَحِيحٌ يَبْلُغُ لَفْظَ الذَّرَاغَةِ وَقَدْ نَكَّوْنُ
 مُحْتَمِلًا لِمُتَقَارِبِ وَالتَّجَلُّبِ
 قَالَ لَقَهْمَا فِي وَكُودِيكَ بِرِغْرَابِ
 لَمْ يَأْكُلْ وَلَا نَحْتًا سَوَاءُ كَانَ أَيْقَمَ أَوْ
 أَسْوَدَ أَوْ زَاغًا وَنَهَى فِي الذَّخِيرَةِ أَنَّهُنَّ
 کوتا ہے جسے زراع بھی کہ جاتا ہے اور کبھی یہ سرخ
 چوڑی اور سرخ پاؤں والا بھی ہوتا ہے۔ قسطنی
 نے فرمایا اس سے وہ کوتا مراد ہے جو صرف در
 کھاتا ہے خواہ وہ چنگبر ہو کالامہو یا زراع ہو یہ مراد
 تفصیل ذخیرہ میں ہے

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر سر اقسام مذکورہ اسود البقع سب میں پائی جاتی
 ہیں اور مدار حلت و حرمت ہر ایک نوع میں مذاہر ہے الوان و اشکال کو اس حلت و حرمت میں
 کوئی دخل نہیں بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے کتے میں بوجہ اختلاف غذا مدال حرام مختلف فیہ
 تینوں قسمیں جاتی ہیں۔ جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ مدار حلت و حرمت اس
 مسئلہ میں نہ ف غذا پر ہے کسی خاص شکل یا لون یا صوت کو حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں
 اور نہ بخور اور نہ کھانے والے اور دونوں میں اختلاف کرنے والے اسود و البقع ہر ایک نوع
 میں پائے جاتے ہیں۔ کسی نوع کے ساتھ منصوص نہیں تو اب یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ کوتا جو
 ہمارے دیار میں موجود ہے چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے اس لیے بلا تردد امام ابو حنیفہ کے
 مذہب میں بلا کر بہت، حلال ہے اور بروئے انصاف اب ہم کو اس امر کی بھی حاجت نہ رہی کہ
 بوجہ اختلاف الوان و اشکال و اصوات جو کتوں کے چند نام اور اقسام عرف میں مشہور ہیں ان اقسام
 میں سے کسی خاص قسم میں اس کا داخل ہونا بتلائیں اور اس کا کوئی نام خاص معین کریں بلکہ ہم عام اہواز
 دیتے ہیں کہ جس کا جی چاہے اس کو سے موجودہ کو البقع میں داخل کر لیوے جس کا جی چاہے اسود
 کہ لے، علیٰ ہذا القیاس جو چاہے معتق کہے اور جس کا دل چاہے معتق ہونے کا انکار کر دے
 بلکہ جس کا دل چاہے آنکھیں بند کر کے یہ کہنے کو تیار ہو جائے کہ معتق سرے سے کتے کی

قسم اور نوع ہی نہیں کوئی دوسرا طائر ہے چنانچہ یہ تمام اقوال مدعیان فضل و کمال کے فتادی اور
استہارات میں پائے جاتے ہیں مگر بحمد اللہ ان فضولیات سے ہماری معروضات میں کوئی
سقم پیدا نہیں ہوتا کمالہ الخفی علی البیب بجز اس بات کے کہ اس قسم کے زواید امور کو پیش کرنے
سے قایل کے انصاف و قہم کا موازنہ ہو جائے ہم کو کچھ مسخر نہیں اگر ہم ان مفقویوں کی خاطر سے یہ بات
تسلیم کر لیں کہ عقیق نوع غراب ہی سے خارج ہے اور صاف ہدایہ کے ارشاد لایسی غراب کے
وہی معنی تسلیم کر لیں جو مفتیانِ خوش فہم نے لے لیا یہ مان لیں کہ موجودہ کو عقیق میں داخل نہیں یا یہ موجودہ
کو ایتق ہے تو بجز اس کے کہ علمائے کثیرین معتبرین کی ایک طرف سے تغلیط کرنی پڑے گی اور کوئی
نفع نہ ہو گا ہماری معروضات کو فرامیٹے کیا گزند پہنچے ہمارا مدعی تو حسب ارشادات فقہاریہ ہے
کہ جو کو غلط کرتا ہے خواہ اس کو عقیق کیے یا ایتق یا کچھ اور وہ عند الامام حلال ہے اور غلط کرنے
والا کو اہرہ اقسام مذکورہ میں پایا جاتا ہے ولس ہم کو نہ کسی شکل خاص کے تعین کی ضرورت نہ لون و
صوت خاص کی نہ کوئی لون وغیرہ مدار حلت و حرمت پھر ہم کو ان فضولیات میں پڑنے کی کیا حاجت
ہے آپ تھوڑا سا تامل و غور فرمائیں گے تو انشاء اللہ ان نزاعاتِ دوراز کار کو بعینہ ایسا سمجھیں
گے جیسا چند نابینا ہاتھی پر ہانڈ پھیر کر بوجہ اختلاف بیانات لڑنے مرنے کو موجود ہو گئے تھے
اور ایک آنکھوں والے نے اگر سب کو مطلب سمجھا کر موافق بنا دیا تھا۔ یہ تو ان حضرات کا مبلغ
پر داز ہے جو روایاتِ فقیہہ معتبرہ میں خواہ مخواہ کے نزاعات پیدا کر کے اپنی مفت کی
سرخروٹی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بعض صاحبِ بوقت ضرورت ونگی فقہ کو یک لخت بالائے
طاق رکھ کر احادیث کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور لفظ فواسق جو دربارہ غراب وغیرہ احادیث
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے اس سے تا ئید اپنی رائے کی بیان کرتے ہیں مگر قطع نظر
اس سے کہ یہ طرز مقلدین ائمہ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور اس طرز کو ہمارے یہی

مفتیانِ باکمال کلمہ کلمہ بہت سے مواقع میں ناپسند فرماتے ہیں بلکہ اس پر تفریح و تہنیت کو
 غیر مقلد فرماتے ہیں بڑا ستم اس میں یہ ہے کہ لفظ فاسق کے معنی سلی و سلیقہ تو حرام ہے
 انشاء اللہ مقلد مقلدین علم و فہم والا بھی نہیں کہہ سکتا اب اگر فسق سے حرمت نکالی جائے گی تو لانا
 عقلاً اور التزانیہ نکالی جائے گی جس کا مطلب صاف یہ ہو گا کہ ان صاحبوں کی قتل میں فسق حرمت
 کو مستلزم ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مستلزم نہیں ہے اور یہ مدعیانِ ستم
 جب اس مستلزام کو کسی دلیل قابل قبول سے ثابت فرمادیں گے اس وقت انشاء اللہ اہل فہم کو
 اس کی حقیقت خود معلوم ہو جاوے گی۔ روایات مذکورہ میں فسق کے معنی میں جو اقوال منقولہ موجود
 ہیں بروئے انصاف تو انشاء اللہ وہی اختلاف کافی ہو گا بشرطیکہ قواعد علیہ کے موافق چسپاں نہ
 یوں دہنیکادہ نیکی کا تو کوئی علاج نہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ دہنیکادہ نیکی کس کو نہیں آتی وہ بعض
 صاحب جو ترقی فرماتے ہیں اور بیان لیتے ہیں کہ نہ فقہ سے کام چلا نہ حدیث سے سب
 نکلا تو حدیث و فقہ دونوں کو چوم چاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اور محض عقل پر اعتماد کر کے فرماتے
 ہیں کہ کوئی بڑا مودی ہے کہیں روٹی وغیرہ اٹھا بھاگتا ہے کیس زخمی جانوروں کو ستاتا ہے الی
 غیر ذلک مگر اول تو یہ نواہی بجا و قاعدہ کہ اس قسم کی ایذا بھی علتِ حرمت ہے نہ حدیث میں موجود
 نہ فقہ میں مذکور دوسرے انصاف سے دیکھیں گے تو مرغی میں بھی نہ وہ یہ اوصاف ملیں گے اور
 اہل عقل و انصاف کو تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ یہ باتیں یعنی فسق و ایذا بالکل ایجابِ بندہ ہے ابو
 حنیفہؒ اور خود امام ابو یوسفؒ میں جو گفتگو ہوئی کسی کو بھی اس قسم کی عللِ غریبہ عجیبہ نہ سوچیں فقط اکل و
 خلطِ نجاست ہی کی بنا پر ہر دو حضرات نے اپنی اپنی رائے قائم فرمائی اور تمام شراح و مستفین
 بھی اسی کو نقل فرماتے چلے آئے ان سب امور سے فراغت پا کر اور فقہ حدیث اپنے نام
 کی عقل کے مراحل طے کر کے بعض نے یہاں تک بیباکی پر کر باندھی کہ سب باتوں سے خلع اللہ

ہو کہ میرزا رفیع السودا وغیرہ کے اشعار جو علمائے اہلسنت کی ہجو میں اسی بارہ میں لکھے گئے ہیں، انہیں کو پڑھ کر اور دیکھ کر ہنس ہنسا لیتے ہیں خدا خیر کرے ابھی تو روافض اور مبتدعین کے اشعار سے ابو حنیفہؒ کے مذہب کے ابطال اور اس پر تمسخر کی نو بہت آئی خدا نخواستہ اگر جہالت و تعصب میں کچھ اور ترقی ہو گئی تو کلام الہی اور حدیث نبویؐ کی بھی خیر نظر نہیں آتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ اب میں کہاں تلک آپ کی سمع خراشی اور اپنی خامہ فرسائی کیے جاؤں بشرط فہم و انصاف تو ایسی لغویات کی تردید کرنی بھی خالی از لغویتہ نہیں یا للعبج و للضیقۃ الادب۔ شعر

امد کے از غم خود گفتم و خاموش شدم کہ دل آرزوہ شوی ورنہ سخن بسیار است

والسلام علیکم وعلیٰ من یدیکم فقط

بندہ محو

اللی عاقبت محمد وکردان

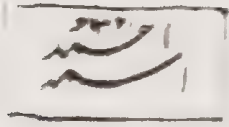
فتوے جناب مولانا مولوی میرا محمد حسن صاحب محدث امروہی مدرس اول
مدرسہ اسلامیہ امروہہ ضلع مراد آباد

الجواب

گو تشریح نہیں اور نہ جزا ثابت مگر فقہار علیہم الرحمۃ نے جن صفات و جن علامات کے ساتھ بتلایا ہے مثلاً یہ کہ دامنہ و مردار دونوں کھاوے یا اس کی گردن و سینہ پر سفیدی ہو ظاہر مراد اس سے یہ ہی کہ تو موجودہ فی دیار نامعلوم ہوتا ہے اور جو کہ ان صفات اور ان علامات کے ساتھ ہو بحکم ظاہر روایات فقہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک کھانا اس کا مباح ہے امام ابو یوسفؒ کا خلاف اکثر نے لکھا ہے اور بعض نے امام محمد صاحب کا نیز جہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں حضرات یعنی صاحبین ان اوصاف اور ان علامات کے کوئے کو مکروہ فرماتے ہیں اور فی الکراہت بحکم جلالہ مگر حرام

نہیں فرماتے بالجملا اختلاف بین الباحتہ والکراہتہ ہے نہ فی المحل والحرمتہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ غلام اہلبیت حقیر الزمان احمد حسن غفرلہ



فتوے جناب مولانا راس المتکلمین قانع اساس المبتدین مولوی خلیل احمد صاحب
مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور

الجواب

یہ دہی کو آج ہندوستان کی بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ کے موافق حلال ہے کیونکہ ایک تو وہ جانور ہیں جو مخصوص بالتحريم ہیں اور ان کی حرمت کی علت بیان نہیں ہوئی دریک وہ ہیں جن کی حرمت معلل بعلت ہے اور قاعدہ کلیہ کے تحت میں ان کی حرمت داخل ہے۔ جن جانوروں کی حرمت کو شارح نے معلل بعلت فرمایا ہے یا علت خبت قرار دی ہے۔ بقولہ تعالیٰ و یُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یا ذی ناب اور ذی غلب ہونا فرمایا ہے:

کما فی الحدیث نہی عن ذی ناب
مِنَ السَّبْعِ وَذی غَلْبٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی نَابٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی غَلْبٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی نَابٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی غَلْبٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی نَابٍ
وَالْمَدْمُومِ وَذی غَلْبٍ

۱۔ بعض کاغذوں میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے یہ مضر غلط یعنی "احقر احمد حسن" شائع ہو گئی بعد میں جب مولانا ممدوح کے خط سے صحیح مہر کے الفاظ معلوم ہوئے تو مہر کو صحیح کر دیا گیا اس پر بھی اگر کسی کو شبہ ہو تو بذریعہ تحریر مولانا ممدوح سے تصدیق کر کے پورا اطمینان کرے ۱۲

اور تصریح فقہار سے واضح ہے کہ نجیث سے مراد وہ نجیث ہے جو خلقی اور ذاتی ہو نہ عارضی
کیونکہ نجیث عارضی موجب حرمت نہیں ہوتا بلکہ نجیث عارضی کی وجہ سے کراہت اس وقت تک
رہتی ہے جب تک وہ عارض باقی رہے اور جب عارض زائل ہو جاتا ہے تو کراہت بھی جاتی
رہتی ہے۔ دیکھو اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری، مرغی، جلاہ نجاست خوار کی کراہت اسی وقت
تک رہتی ہے جب تک نجاست کا اثر باقی ہو اور جب اثر نجاست زائل ہو جاتا ہے کراہت
بھی زائل ہو جاتی ہے۔

کفایہ میں ہے:-

وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خَلْقَةً كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ کہ نجیث کبھی خلقی ہوتا ہے جیسا کہ حشرات الارض اور
وَالْهُوَامِ وَقَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَالَةِ ہوام میں اور کبھی عارضی جیسا کہ جلاہ میں۔ (شامی)
شامی اور نجیث خلقی چونکہ زوال پذیر نہیں لہذا اس کی حرمت بھی زوال پذیر نہیں۔ اگر گرس کو ابتدا
سے دانہ اور حلال مذبوح کا گوشت کھلا کر پرورش کیا جائے تاہم حرام ہی رہے گا تو اس علت
کی وجہ سے تمام جانور ان مردار خوار اور تمام حشرات الارض اور تمام ہوام ذوات السم اور تمام غیر ذی
دم اور تمام جانور ان بحری سواغے مک حرام ہوئے۔ اور دوسری علت کی وجہ سے تمام سباع طیور
حرام ہوئے بلکہ اگر تدبیر کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہ کوئی دوسری علت نہیں ہے بلکہ اصل علت
نجیث ہے۔

یہ کہ کو ابو بلا و ہند میں پایا جاتا ہے چونکہ نہ منصوص بالتحريم ہے نہ صرف مردار خوار ہے نہ
حشرات میں ہے نہ ذوات السم میں سے ہے نہ غیر ذی دم ہے نہ حیوانات بحر سے ہے نہ
سباع میں ہے بلکہ دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے لہذا حلال ہوا جیسے دجاہ کہ دانہ و نجاست
کھاتی ہے اور حلال ہے اسی وجہ سے جناب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لحم دجاہ تناول

فرما کر امت کو بتلادیا کہ یہ نجسٹ جو جیفہ خواری اور دانه خواری سے پایا جاتا ہے مستوجب حرمت کو
 ہیں ہے بناؤ علیہ ہمارے معفار رحمۃ اللہ علیہم نے تمام ان جانوروں کو جو منصوصاً تحریم میں
 اور نہ علیٰ مذکور میں سے کسی علت کے نیچے داخل ہیں بلکہ ایسے غراب کو جو مردار بھی کھاتا ہے
 اور دانه بھی کھاتا ہے بالتصریح حلال فرمایا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وَلَا يُوْكَلُّ إِلَّا بَقْعُ الذِّئِي يَأْكُلُ الْجُفِيفَ وَ
 كَذَلِكَ الْغُذَّافُ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا بَاسَ
 يَأْكُلُ الْحَقَقْنَ لِأَنَّهُ يَخْلُطُ فَاشْتَبَهَ
 الذَّجَاجَتَيْنِ أَبِي يُوسُفٍ أَنَّهُ
 يَكْدَهُ لِأَنَّهُ غَالِبٌ أَحْلَاهُ
 الْجُفِيفُ۔

کہ البقع کو اچھو کہ مردار کھاتا نہ کھایا جائے اور ایسے
 ہی غداف (بھی نہ کھایا جائے) امام ابو حنیفہ رحمہ نے
 فرمایا کہ عقیق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ
 مردار اور دانه دونوں کھاتا لہذا منعی کے مشابہ ہوا
 اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے
 کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔

ماتن نے البقع اور غداف کی حرمت کی طرف الذی یا کل الجیف بطحا کا اشارہ فرمایا کہ
 اس میں حرمت کی وجہ وہ نجسٹ ہے جو جیفہ خواری سے پیدا ہوا ہے اس پر یہ شبہ ہوتا تھا کہ
 جس میں جیفہ خواری پائی جائے وہ حرام ہو تو عقیق میں بھی جیفہ خواری متمیق ہے وہ بھی حرام
 ہو اس لیے لا باس با کل الحقیق اس کے بعد لکھ کر فارق کی طرف اشارہ کیا کہ البقع اور
 غداف کی جیفہ خواری جو مستوجب حرمت ہے وہ اور ہے اور عقیق کی جیفہ خواری جو مستلزم
 حرمت نہیں دوسری ہے شارح رحمہ اللہ نے اپنی دلیل کے بیان میں اس فارق کی تصریح فرمائی
 اور کہ نہ یخلط لکھ کر ظاہر فرمایا کہ عقیق کی جیفہ خواری چونکہ وہ علط کرتا ہے نجسٹ کو حرمت
 کی حد تک نہیں پہنچاتی اور البقع و غداف کی جیفہ خواری معصہ اور طبعی جیفہ خواری ہے لہذا وہ مستوجب

حرمت ہوگی اور اس کے ثبوت میں دجاہہ کو پیش کیا جس کی حلیت نصی مٹی گویا ثابت کر دیا کہ جو جانور جو بوجیفہ کھانے میں خلط کرے وہ شرعاً حلال ہے۔ چنانچہ شرح ہدایہ اور دیگر فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی۔

یعنی حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

قَالَ الْقُدُّورِيُّ فِي تَرْجِيهِ لِمَخْتَصَرِ
الْكِرْنِيِّ قَالَ أَبُو يُوسُفَ سَأَلْتُ
أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْحَقِيقِ فَقَالَ لَا
بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ
الْجَيْفَ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ بَشْتِي
آخِرَ فَخَصَلَ فِي قَوْلِ
أَبِي حَنِيفَةَ مَا
يَخْلُطُ لَا يَكْرَهُ
أَكْلَهُ۔

قدوری نے مختصر الکرنجی کی شرح میں بیان فرمایا ہے
کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو
حنیفہؒ سے عقیق کے کھانے کے بارے میں سوال
کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ وہ
گندگی کھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے
ساتھ دوسری پاک اشیاء بھی کھاتا ہے لہذا کوئی
حرج نہیں۔ پس امام ابو حنیفہؒ کے قول سے ثابت
ہوا کہ جو کڑا دونوں چیزیں کھائے اس کا کھانا مکروہ
نہیں ہے۔

ہدایہ اور عینی کی عبارت سے واضح ہے کہ جو جیفہ خوار جانور خلط کرتا ہو۔

اور جیفہ اور دانہ دونوں کھاتا ہو حلال ہے جیسے دجاہہ اور عقیق اور یہ دسی کو ابھی خلط
کرتا ہے تو یہ بھی حلال ہوا ہاں صرف امام ابو یوسفؒ نے عقیق کے بارے میں خلاف کیا اور مکروہ
فرمایا اور دلیل یہ فرمائی ہے۔ کات غالب اکل الجیف اسی وجہ سے دجاہہ کو جس کا
غالب اکل نجاست نہ ہو مکروہ نہیں فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
حرمت میں وہ جیفہ خوار بھی موثر ہے جو غالب ہو اگرچہ اس بارے میں راجح اور معتبر قول امام عظیمؒ

ہے کیونکہ اسی کو فقہاء نے اصح اور صحیح فرمایا ہے اور امام ابو یوسفؒ کا قول یہ غیر منفعی ہے اور
مروج ہے تاہم یہ کوادیسی جیسے بقول امام اعظمؒ حلال ہوا اسی طرح امام ابو یوسفؒ کے قول پر
بھی حلال ہوا کیونکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ حیضہ خوارى موثر فی الحرمت ہے جو غالب ہو چنانچہ
ان کی تفصیل سے جو معتق کی کراہت میں فرمائی ہے عیاں ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اس دیسی کوٹے
کی غالب غذا حیضہ نہیں ہے۔ بلکہ غالب غذا حبوب ہیں۔ کمی کے زمانہ میں جماعت جماعت
کھیتوں میں رہتے ہیں اور اناج کھاتے ہیں اور جب کھیتی کا زمانہ نہیں ہوتا تو بستیوں میں چلے آتے
ہیں اور گھروں میں سے غلہ اور روٹی کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گوبر میں سے بھی دانہ ہی چن کر کھاتے ہیں
اور حیضہ بہت ہی کم کھاتے ہیں بلکہ مرغی بہ نسبت کوٹے کے زیادہ نجاست کھاتی ہے لہذا یہ دیسی
کو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی مکروہ نہ ہوا اور مختلف فیہ صرف معتق ہی رہا اور اگر اس دیسی کوٹے
کو معتق تسلیم کیا ہمارے جیسا کہ اکثر فقہاء نے تصریح فرمائی اور اطلاق لغوی دال ہے اگرچہ عرف میں
معتق بدنام ہو گیا ہے۔

بحر الرائق میں ہے :

کہ غراب البقع چونکہ مردار کھاتا ہے لہذا وہ درندہ پرندہ
کے حکم میں ہے اور کوٹے کی تین قسمیں ہیں۔ اول جو فقط
مردار کھاتا ہے یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ
کھاتا ہے یہ کھایا جاتا ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ
دونوں کھالیتا ہے یہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک
کھایا جاتا ہے اور اسی کو معتق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی
کے مانند ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے

أَمَّا الْغُرَابُ لَا يَفْعُ فَلَانَهُ يَأْكُلُ الْجَيْفَ
فَصَارَ كِبَسَاءِ الطَّيْرِ وَالْغُرَابُ ثَلَاثَةٌ
أَنْوَاعٌ نَوْعٌ يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَحَسَبُ فَإِنَّهُ
لَا يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسَبُ
فَإِنَّهُ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْطُبُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ
أَيْضًا يُؤْكَلُ عِنْدَ الْأَمَامِ وَهُوَ
الْحَقِيقُ لِأَنَّهُ كَالِدَجَةِ جِ وَعَنْ

ابن یوسف ائمہ شکرہ لایق قایل
 اس کو کہہ کر وہ کہتا ہے کہ یہ کہہ کر کہ خدا مقرر
 اکل الخبث والاذل اصح ہے۔ اور امام ابو یوسف کا قول زیادہ صحیح ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کو ائمہ شکرہ ہے وہ معتق ہے تو یہ دیکھ کر ابھی غافل
 ہے تو یہ بھی معتق ہوا۔

درمنا میں ہے۔

وَالْعَقَقُ هُوَ عَرَبٌ يَحْمَدُ سِنَّهُ أَكُلَ خُبْثٍ وَخُبْثٍ وَالْأَصْحَبُ حَقٌّ

شامی میں ہے۔

فَالْفِي الْعَرَبِيَّةِ كَوْنُ الْعَرَبِ الْأَنْفَعُ وَالْأَسْوَدُ هُوَ الْأَوَّلُ سَلَفُهُ
 يَنْفَعُ الْخُبْثَ وَالْأَصْحَبُ يَحْمَدُ سِنَّهُ وَأَكُلَ خُبْثٍ وَخُبْثٍ وَالْأَصْحَبُ هُوَ
 الَّذِي شَهِدَ الْمَصْنُفُ الْأَنْفَعُ وَالْأَسْوَدُ هُوَ الْأَوَّلُ يَحْمَدُ سِنَّهُ وَالْأَصْحَبُ هُوَ
 وَهُوَ يَذْكُرُهُ فِي الْكِتَابِ هُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ فِي هَذِهِ مَكْرُوهٌ جَدُّ ابْنِ يَوْسُفَ الْأَوَّلُ هُوَ الْمُعْتَقُ كَوْنُ الْعَرَبِ
 ان عبارات سے یہاں ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیکھ کر ابھی معتق ہے اس طرح یہ بھی تسریع
 ثابت ہوتا ہے کہ معتق غراب کی ایک نوع ہے جو ان اقسام ثلاثہ میں داخل ہے اور یہ بھی
 ثابت ہوتا ہے کہ غراب ان اقسام ثلاثہ میں منحصر ہے اس کی کوئی نوع اقسام ثلاثہ مذکورہ سے
 خارج نہیں ہے اور انواع ثلاثہ میں سے میں نوع کی حرمت ہے وہ صرف بوجہ حیثہ خواری ہے
 لا غیر تو اس صورت میں گویا ہر عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھ کر ابھی معتق ہے فیما بین
 الشیخین مختلف فیہ ہے مگر یہاں بھی اگر امام ابو یوسف کی تعلیم کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے
 صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معتق کی نوع میں وہ صنف مختلف فیہ ہے جس کا غالب اکل
 مردار ہو اور جس صنف کا غالب اکل مردار نہ ہو گا وہ بالاتفاق حلال ہوگی اور یہ دیکھ کر ابھی

اصنافِ معتق میں سے غالب مردار نہیں کھاتا بلکہ غالب اناج کھانا ہے لہذا اس کی حلت مختلف فیہ نہ ہوگی بلکہ معتق علیہ ہوگی یا بجمہ حلت و حرمت کا لکھنا کسی حدیث علیہ اور کسی رنگ پر نہیں ہے اس کا مدار صرف کھانے پر ہے خواہ اس کا نام معتق ہو یا نہ ہو اس کا علیہ اور رنگ کسی طرح کا ہو اگر اس کی غذا صرف مردار ہے تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غذا صرف دانہ ہے تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر مردار اور دانہ دونوں غذا میں اور مردار غالب ہے تو مختلف فیہ ہے۔ بقول راجح حلال ہے اور بقول امام ثانی مروج مکروہ ہے اور غالب غذا دانہ ہے تو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے اور چلی نے ماسیہ شرح وقایہ میں تین سے غراب کی رباعی تقسیم نقل کی

اعلم ان الخراب اربعة انواع نوع ياكل المحبوب فقط يقال له غراب
الذرع كما سياتي فهو حلال اتفاقا لانه ليس من سباع الطيور ولا ياكل
الجيف ونوع ياكل الجيف فمحرّم اتفاقا ونوع معدود من سباع
الطيور فهو حرام اتفاقا ايضا ونوع يجمع بين الحب الجيفة وهو حلال عند الاعظم
وهو العفقى يقال له بالفارسية عكك لانما كالدجاجة وعن الثاني انه يكره لان
غالب اكله الجيف والاول اصله كذا في التبيين وفيه نوع مخالف للحنایا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ تقسیم صحیح ہے یا غیر صحیح اور موافق جمہور ہے یا مخالف چنانچہ خود چلی نے مخالفت عنایہ کو ظاہر کر کے اس کے عدم اعتبار کو ظاہر کر دیا اور متنبع پر مخفی نہیں کہ یہ رباعی تقسیم صرف عنایہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ تمام کتب معتبرہ شروح ہدایہ و شروح کنز اور فتاویٰ کے مخالف ہے تاہم اس دیسی کوڑے کی حلت کو مثبت ہے کیونکہ نوع رابع جو خالطین اکل الحب والجیف ہے اس کو معتق لکھ کر بقول امام اعظم حلال لکھا اور تقابل اقسام سے واضح کر دیا کہ حلت حرمت یا اکل جیف ہے یا سبغیۃ اور اس میں دونوں مفقود ہیں مردار خواری کا نہ ہونا

تو ظاہر ہے کہ یہ خالط ہے اور صرف مردار خوار نہیں ہے اور سبقت کا نہ ہونا بھی مشاہدہ سے واضح ہے کیونکہ طيور کی سبقت ذی غلب اور ذی حطفہ ہونے پر ہے اور اس کی فقہار نے یہ تشریح فرائی ہے۔

در مختار میں ہے :

وَالسَّبْعُ كُلُّهُ مُخْتَلِفٌ مُنْتَهَبٌ جَارِحٌ قَائِلٌ عَادَةٌ۔
 درندہ ہر وہ جانور ہے جو عادتاً اچکنے لوٹنے زخمی کرنے اور قتل کرنے والا ہو۔

اور شامی میں ہے :

هُوَ حَيَوَانٌ مُنْتَهَبٌ مِنَ الْأَرْضِ مُخْتَلِفٌ مِّنَ الْهَوَاءِ جَارِحٌ قَائِلٌ عَادَةٌ قَهْشَتَانِي
 درندہ وہ حیوان ہے جو عادتاً زمین سے لوٹنے اور ہوا سے اچکنے زخمی اور قتل کرنے والا ہو قہشانی

تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ دیسی کڑا ہوا اور خلا میں پنچہ سے شکار نہیں کرتا اور نہ اس کے پنچہ میں اتنی قوت ہے۔ چڑیا کا پنچہ بھی اگر لے جاتا ہے تو جو پنچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے ہاں بعض اوقات پنچہ سے پکڑ کر کھاتا ہے جیسا طوطا بھی پنچہ میں پکڑ کر کھاتا ہے اور سبقت کو مثبت و مستلزم نہیں اور نیز ہدایہ میں ہے :

فَيَتَنَاوَلُ سِبَاعَ الطُّيُورِ وَالْبَهَائِمِ لَا كُلَّ مَالِهِ مُخْلَبٌ أَوْ نَابٌ۔
 یہ شکار ہوگا درندہ پرندوں اور چوپایوں کو نہ ہر اس پرندہ کو جو پنچوں اور پکلی والا ہو۔

اس پر حاشیہ کفایہ میں لکھا ہے :

قَوْلُهُ لَا كُلَّ مَالِهِ مُخْلَبٌ أَوْ نَابٌ فَالْمَحَامَةُ لَهَا مُخْلَبٌ وَالْبَعِيرُ كَذَابٌ وَالْبَقَرُ كَذَلِكَ وَقَالُوا الْمُرَادُ بِالنَّابِ وَالْمُخْلَبِ
 صاحب ہدایہ کا قول کہ لا کل مالہ مخرَّب اونا ب پس کہوتر کے پنچے میں اور اونٹ و گائے کی کھدیاں میں فقہائے نے فرمایا ہے کہ کھل اور پنچوں سے مراد وہ کھل اور

مَا هُوَ سَلَاخٌ مِنْهَا يَأْتِي يَصِيدُ بِهَا فَنَذُو النَّاسَ
 مِنَ السَّبَاعِ الْأَسَدُ وَالذَّبُوبُ وَالنَّمْرُ
 وَالْفَهْدُ وَاللَّعْلَبُ وَالضَّبْعُ وَالْكَلْبُ
 وَالسَّيَّوْرُ الْبَرِّيُّ وَالْأَهْلِي
 وَذَوَا الْمَخْلَبِ مِنَ الطَّيْرِ الْقَصْرُ وَ
 الْبَازِيُّ وَالْعَقَابُ وَالْمُشَاهِدُ

پنچے ہیں جو ان جانوروں کے لیے بمنزلہ ہتھیار ہو
 کہ وہ ان سے شکار کرتے ہوں پس درندوں میں سے
 کچلی والے شیر، بیڑیا، چیتا، تیسدا، لومڑی، بھو
 کتا اور جنگلی دیا تو بلی وغیرہ) ہیں۔ پرندوں میں سے
 پنچوں والے شکار، باز، عقاب اور شایان وغیرہ
 ہیں۔

اور جب اس کا پنچہ سلاح نہیں اور نہ اس سے شکار کر سکتا ہے تو یہ کوا نہ ذی مغلب ہوا
 اور نہ سباع طیور میں داخل ہوا لہذا اس قول کے موافق بھی حرام نہ ہوا بلکہ متفق علیہ حلال ہوا کیونکہ
 امام ابو یوسفؒ کا خلاف اس غراب متفق میں ہے جو باعتبار غالب عادت کے مردار خواری
 ہے نہ اس میں کہ جس کی مردار خواری مغلوب ہے اور غالب غذا اس کی جوہ ہیں تو تمام روایات
 سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوا حلال ہے اور اگر مختلف فیہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم حسب
 قول راجح مفتی بہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ حلال ہے اور بمقابلہ اس کے امام ابو یوسفؒ
 کی روایت مرجوح ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو فاسق فرمایا اور حرم و احرام میں اس کے
 قتل کو مباح کیا۔

بخاری شریف میں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ
 كُفُّنَ فَاسِقٍ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ الْحَدِيثُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں ان کو حرم میں (بھی)
 قتل کر دیا جائے اللہ میں ایک کو اسے۔ الحدیث

یہ اس کی حرمت اکل کو مستلزم نہیں کیونکہ اس میں تو ایک لفظ فسق کا اطلاق فرمایا ہے اور یہ لفظ چند معانی میں مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ فسق کے اصل معنی خروج کے ہیں۔ چنانچہ بولتے ہیں۔

فَسَقَتِ الرُّطْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا اے
خَرَجَتْ۔
فَسَقَتِ الرُّطْبَةُ عَنْ قَشْرِهَا کے معنی ہیں خَرَجَتْ
الرُّطْبَةُ یعنی کھجور اپنے پھلکے سے نکل گئی۔
اور خروج کا تحقق مختلف طور پر ہو سکتا۔

نیل الاوطار میں ہے:

فَوُصِفَتْ بِذَلِكَ لِخُرُوجِهَا عَنْ
حُكْمِ غَيْرِهَا فِي تَحْرِيمِ قَتْلِهَا
اَوْ حِلِّ اَكْلِهَا اَوْ خُرُوجِهَا
بِالْيَدِ اَوْ لَا فَسَادٍ۔
ان (پانچ جانوروں) کو فسق کے ساتھ موصوف کیا
گیا ہے کیونکہ یہ اپنے علاوہ دوسرے جانوروں کے
حکم (حرم میں ممانعت قتل یا حلت اکل) سے خارج
ہیں یا اس لیے کہ موزی اور مفسد ہونے کی وجہ سے
دوسرے جانوروں سے خارج ہیں۔

چنانچہ اسی وجہ سے کہ اس جگہ خروج کا تحقق مختلف اوصاف کے لحاظ سے ہو سکتا ہے بہترین
امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے۔

فتح الباری میں ہے:

وَذَهَبَ الْجَمْعُ هُوَ كَمَا تَقَدَّمَ إِلَى الْحَاقِ
غَيْرِ الْخَمْسِ بِهَا فِي هَذَا الْحُكْمِ لِأَنَّهُمْ اخْتَلَفُوا
فِي الْمَعْنَى فَيَقِيلُ لِكُونِهَا مَوْذِيَةً فَيَجُوزُ
قَتْلُ كُلِّ مَوْذِيَةٍ وَهَذَا أَقْضَى مَذْهَبِ
جمہور اس بات کی طرف گئے ہیں کہ دوسرے جانور بھی ان
پانچ کے ساتھ ملحق ہیں البتہ علت المحاق میں ان کا
اختلاف ہے امام مالک کے نزدیک علت ایذا
ہے لہذا ان کے نزدیک ہر موزی کا قتل (حرم میں)

جائز ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک علت غیر
ماکول ہونا ہے۔ بہر حال جس جانور کا قتل محرم کے

لیے جائز ہے اس کا فیہ بالکل نہیں ہوگا۔ احناف
کا اختلاف ہے وہ پانچ ہی پر اتفاق کرتے ہیں۔

البتہ ایک اور حدیث کی بناء پر سانپ کو ان کے ساتھ
شامل کرتے ہیں۔ اور بھیڑیے کو ان کے ساتھ شامل

کرتے ہیں کیونکہ وہ کاٹنے میں آتے کے ساتھ
شریک ہے۔ اور احناف کے نزدیک ان کے

ساتھ وہ جانور بھی شامل ہے جو ابتداءً حملہ کرے۔

مَا لَيْكَ وَقِيلَ يَكُونُهَا مَا لَا يُؤْكَلُ فَعَلَىٰ هَذَا
كُلُّ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ لَا فَذِيَّةَ عَلَى الْمُحْرَمِ

فِيهِ وَهَذَا قَضِيَّةٌ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ
تَمَرَّ قَالَ وَخَالَفَ الْحَنَفِيَّةَ فَاقْتَضَوْا

عَلَى الْخَمْسِ إِلَّا أَنَّهُمْ الْحَقُّوْا بِهَا
الْحَيَّةَ لِثَبُوتِ الْخَبَرِ وَالذِّئْبَ بِمُشَارَكَتِهِ

لِلْكَلْبِ فِي الْكَلْبِيَّةِ وَالْحَقُّوْا
بِذَاكَ مَنْ لَا بَتْدَأَ

بِالْعُدُوِّ وَإِنْ -

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے جیسا یہ ثابت ہوا کہ بوجہ اختلاف محتملات
مجنہدین امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ امام الائمہ امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو معطل بعلة حرمت اکل معتبر نہیں فرمایا تو نہ حرمت اکل اس کے حکم
میں موثر ہوئی اور نہ یہ فسق حرمت اکل میں موثر ہے کیونکہ فسق کے اس جگہ معنی خرد و جہن
الحرمة التي لغيرهن مراد ہیں۔

یعنی نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:

وَسَمِيَتْ هَذِهِ الْخَمْسُ قَوَاسِقَ الْخُرُوجِ

عَنِ الْحُرْمَةِ الَّتِي لِغَيْرِهِنَّ وَإِنْ

قَتَلَهُنَّ لِلْمَحْرَمِ وَفِي الْحَرَمِ

مباح -

کہ ان پانچ کا نام قواسق اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ

اس حرمت (اعزاز) سے نکلے ہوئے ہیں جو دوسرے

جانوروں کے لیے ہے اور حرم میں نیز محرم کے لیے

ان کا قتل جائز ہے۔

اور خروج عن الحرمت اور باحتیاج متبدلی بالاذی ہونے کی وجہ سے قرار دیا اور مبتدی بالاذی ہونا غراب کا بایں صورت ہے جس کی یثی شارح بخاری نے تسریع فرمائی ہے۔

فَالْحَبَابُ يَنْقَرُ لَهْدَ الْبَعْبِرِ وَيَنْزِعُ
عَيْنَهُ إِذَا كَانَ حَيِّراً وَيَخْتَلِسُ
کہ کوٹا اونٹ کی پیٹھ پر چرچہ ملا رہتا ہے اور اس کی آنکھ نکال لیتا ہے جب کہ وہ کمزور اور تھکا ہوا ہو۔ اور لوگوں کا کھانا اپک لیتا ہے۔

ابتدا بالاذی حرمت اکل کے لیے علت کافی نہیں کیونکہ اول تو اگر یہ کافی ہوتا تو فقہاء رحمہم اللہ اس کے حرمت کی دلیل میں فسق کو فرماتے ہو منصوص متنی لمحق بالنبأ مث کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ حرمت میں جو ایذا موثر ہے وہ ایذا ہے جو ذی نابہ ذی غلبہ میں ہے نہ مطلق ایذا۔ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

وَالْمُؤْتِرُ فِي الْحَنْ مِمَّا لَا يَذْأَعُهُ وَهُوَ طَوْرًا يَكُونُ
بِالنَّابِ دَنَارَةً يَكُونُ بِالنَّابِ أَوْ الْحَنْتِ
کہ حرمت میں مؤثر ایذا یا خبث ہے ایذا کبھی مکمل کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی پنجوں کے ذریعہ۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صاحب کفایہ نے علت حرمت اکل کو دو فردوں میں منقسم فرمایا۔ ایک ایذا دوسری خبث اور ایذا کی نسبت فرمایا کہ وہ کبھی ناب کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور گاہے غلبہ کے ساتھ اس کا تحقق ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا علت اکل میں صرف وہ ایذا موثر ہے جو ناب اور غلبہ کے ساتھ متحقق ہو غراب کی ایذا موثر فی الحرمت نہیں ہے اور اگر مطلق ایذا موثر فی الحرمت ہو تو وزع کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوسق فرمایا ہے اس کی حرمت کی علت بھی ایذا ہو حالانکہ اس کی حرمت کی علت خبث لکھتے ہیں نہ ایذا علاوہ ازیں اگر فسق کا اطلاق مستوجب حرمت ہو تو لفظ شیطان کا

اطلاق جو مقتضی خبث اور ایذا دونوں کو ہے زیادہ مستوجب حرمت ہوگا چنانچہ اونٹوں کے بارہ میں ارشاد ہے۔

فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ
ماجہ وغیرہ للحدیثین
کہ یہ شیطانوں سے پیدا کئے گئے ہیں جس طرح روایت
کیا ابن ماجہ اور دوسرے محدثین نے۔

اور ظاہر ہے کہ جس کی خلقت شیاطین سے ہوگی وہ کس درجہ جلیث اور موزی ہوگا تو وہ بالاولیٰ حرام ہونا چاہیئے اور حمام کے بارے میں وارد ہے شیطان تبع شیطانہ۔ اور نیز کلب اسود کو شیطان فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ کافر کا شکار کیا ہوا جانور حرام ہے۔ تو رئیس الکفار کا یعنی شیطان یا مثیل شیطان کا شکار کیا ہوا کیونکر حلال ہوگا حالانکہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تو ثابت ہوا کہ اس قسم کے اطلاقات لسان شرع میں عند الخفیہ حرمت اکل کو مستلزم نہیں بلکہ حرمت اکل کا ثبوت بعد اطلاقات مذکورہ محتاج دلیل خارجی کا ہوتا ہے۔ اگر کسی محرم دلیل سے حرمت ثابت ہوگئی فہا ورنہ حلال رہے گا۔“

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باوجودیکہ حکمت قتل کی علت ایذا کو فرمایا ہے تاہم غراب البقع بلکہ چیل کو بھی حلال فرمایا۔
یعنی میں ہے:

وَعَنْ أَبِي مُصْعَبٍ فِيمَا ذَكَرَهُ ابْنُ
الْعَرَبِيِّ قَتَلَ الْغُرَابَ وَالْحِدَاةَ
وَإِنْ لَمْ يَبْتَدِ بِأَيِّهَا ذِي
ابو مصعب سے مروی ہے اس روایت میں جس کو
ابن عربی نے ذکر کیا ہے کہ چیل، کوئے کو قتل کیا
جائے گا اگرچہ ایذا دینے میں ابتداء نہ کریں اور

يُؤْكَلُ لَحْمُهَا عِنْدَ مَا لَيْسَ

مالک کے نزدیک ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

دوسرے لفظ یقتلن فی المحل والحرم یا جو اس جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں اس سے بوجہ قلت

فہم و تدبر خیال ہو سکتا ہے کہ جب شارح نے ان کے قتل کا حکم حل و حرم میں فرمایا اور نیز

بوجہ بعض روایات کے احرام میں بھی تو وہ کیونکر حلال ہو سکتے ہیں، اگر وہ حلال ہوتے تو شارح

ان کے قتل کا حکم کیوں فرماتا اور ان کو قتل کرنا کیوں منائع کرتا۔ جواب اس مغلطہ کا یہ ہے کہ یہاں

غلطی اس وجہ سے پیش آئی کہ یقتلن کے معنی تو عام ہیں ذبح کو بھی شامل ہیں جس کے یہ معنی ہوں

گے کہ قتل مباح ہے اگر ماکول ہے تو قتل کھانے کے لیے بھی مباح ہے اور اگر غیر ماکول

ہے تو قتل بدون حلت اکل مباح ہے اور لفظ یقتلن کے معنی یہ اختیار کیے ہیں کہ صرف ضائع

کرنے کے لیے قتل کئے جائیں نہ کھانے کے لیے گویا قتل کو ایک اس کی فرد خاص میں منحصر

کر لیا ہے جس کی وجہ سے غلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لیے ذبح کرنے پر

خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

اور شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالت احرام

میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر

قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ

مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا

ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کریں۔

لَا تَقْتُلُوا ۱۱ الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ

حُرُمٌ وَ مَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ

مَتَعِدًّا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ

مِنْكُمْ ۝

اس جگہ قتل عام ہے ذبح کو بھی شامل ہے جو کھانے کے لیے ہو۔ جب یہ ہوا تو

حرمت اکل کسی طرح ثابت نہ ہوئی اور یہ تو جیمہ اس روایت کے بموجب ہے جس کے

مطابق عقص بھی ابا حمت قتل کے حکم میں داخل ہے یا خالط بن الحب والنجیف سے جدا

کر کے ابقع جیفہ نوار کے حکم میں داخل کیا گیا ہے اور اگر عتق کو ابا حست قتل کے حکم سے جدا کیا جاوے جیسا کہ ظاہر الروایہ کا حکم ہے اور عتق کو خالط بن الحب والجمیف کے ساتھ متحد اور اس کا ایک فرد قرار دیا جاوے تو اس صورت میں نہ استدلال صحیح ہوگا اور نہ جواب کی ضرورت ہوگی بلکہ یقین فی المحل والحرم کا مصداق صرف کو انجاست خود ہی رہے گا۔ دس خالط بن الحب والجمیف جو عتق ہے اس حکم سے خارج ہو جائیگا۔

چنانچہ ابو داؤد کی روایت یرومی الغراب ولا یقتله کا مصداق اس صورت میں یہ ہی عتق اور غراب الزرع ہوگا بالجملہ اس حدیث سے کسی طرح دیسی زراغ کی حرمت پر استدلال صحیح نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوٹے بموجب اصول حنفیہ حلال ہیں فقط۔
واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ تم و احکم محررہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس منظر ہر علوم سہارن پور

ما احسن الجواب	ہذا الجواب اصح	الجواب صحیح
فی مسئلۃ الغراب	محمد اسمعیل عفی اللہ عنہ	عزیز احمد عفی عنہ
ثابت علی عفا عنہ مدرس	منظم چندہ مدرسہ مظاہر العلوم	لشدر الحبیب
مدرسہ مظاہر العلوم	عنایت الہی عفی عنہ	

جَاءَ الْحَقُّ وَنَرَكَ الْبَاطِلُ
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا
نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ
وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ
الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝۱۷

حق آیا اور باطل چلا گیا واقعی باطل چیز تو جانے ہی
والی ہوتی ہے اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے
ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا و رحمت ہے
اور نا انصافوں کو اس سے اور لٹا نقصان بڑھتا

ہے۔
العبید محمد احکم عفی عنہ

قَدْ اثْبَتَ الْمُجِيبُ الْعَلَامَةُ
 الْفَهَامَةُ حِلَّةَ الْغُرَابِ
 كَمَا التَّمِيسُ فِي الضَّحْوَةِ الْكُبْرَى
 سَوْرَجُ مَضْمُونَةِ الْكِبْرَى مِثْلُ
 فَلَا يُبْكِرُهُ إِلَّا مَنْ زَاغَ قَلْبُهُ
 نِيسَ كَرَسِيٍّ كَاغَا مَوَاسِيٍّ اسْ كَسْ كَادِلِ حَقِّ كَسْ
 عَنْ تَبْوَلِ الْحَقِّ أَوْ كَانَ غَيْبًا
 قَبُولِ كَرَسِيٍّ مَوَاسِيٍّ كَاغَا مَوَاسِيٍّ كَاغَا مَوَاسِيٍّ
 فِي الدَّرَجَةِ الْقُصْوَى -

العبد عبد الکرم ہزاروی نزیل سہارنپور عفی عنہ

فتویٰ جناب مولانا زبدۃ الکملۃ و قدوة العلماء مولوی شرف علی صاحب تھانوی سابق

مدرس اول مدرسہ اسلامیہ کانپور

ہوا ہادی

کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جو کو اصراف غلہ کھاتا ہو بالا اتفاق حلال ہے اور جو صرف نبات
 کھاتا ہو بالا اتفاق حرام ہے اور جو دونوں چیزیں کھاتا ہو وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
 حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

فِي الدَّرَجَةِ الْمَخْتَارَةِ (حَلَّ (غُرَابُ الذَّرْعِ) الَّذِي يَأْكُلُ
 الْحَبَّ وَالْأَرْثَبَ وَالْعَقَّ (هُوَ غُرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ أَكْلِ الْجَيْفِ وَ
 حَبِّ وَالْأَصَمِّ حِلَّةً فِي رَدِّ الْمُتَخَارِقِ قَالَ فِي الْعَنَائِي وَأَمَّا الْغُرَابُ
 الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُمَا نَوَاعٌ ثَلَاثَةٌ نَوْعٌ يَلْقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَكَسْرُ
 كَرْدُهُ وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْأَبْقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ

يَخْلُطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أُخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ
عِنْدَهُ مَكْرُوهٌ عِنْدَ ابْنِ يُوسُفَ وَفِي الْعَالَمِ الْكَبِيرَةِ عَنِ الْبَدَائِعِ : قَاضِي خَانٍ وَالْمَبْسُوطِ لِنَجْوَى .

پس اگر کسی عالم نے ایسے کوٹے کو جو نجاست اور دانہ دونوں کھاتا ہے بنا بر فتویٰ امام ابو
حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن کے ہم لوگ اصل میں مقلد ہیں جلال کہہ دیا تو اس میں براہ نفسانیت بلا
کسی دلیل شرعی کے طعن و تشنیع کرنا کسی کو یا مخصوص مقلدین امام صاحب کو جس طرح جائز ہوگا
اور اگر کوئی امام ابو یوسفؒ کے قول کی بنا پر مخالفت کرے تو اول تو سی امام یا مفتی کے قول
کو اپنی ہوائے نفسانی کی اتباع کا حیلہ اور ذریعہ بنانا کب جائز ہے ۔ دوسرے امام ابو یوسفؒ
کوٹے اور مرغی کو ایک حکم میں فرماتے ہیں اور دونوں کی کراہت کے قائل ہیں ۔

فِي الْعَالَمِ الْكَبِيرَةِ عَنْ قَاضِي خَانٍ قُتْلَى أَبُو
يُوسُفَ يَكْرَهُ الْحَقَقُ كَمَا تَكْرَهُ الدَّجَاجَةُ قُلْتُ
وَقَدْ مَرَّ تَفْسِيرُ الْحَقَقِ عَزْرُ الْمُحْتَارِ
بِمَا يَخْلُطُ أَنْفًا .
مالگیریہ میں بحوالہ قاضی خان ہے کہ امام ابو یوسفؒ
نے فرمایا کہ عتق کردہ ہے جیسا کہ مرغی کردہ ہے
اور عتق کی تفسیر شامی کے حوالہ سے گذر چکی کہ جو
مردار اور دانہ دونوں کھائے ۔

تو چاہیے کہ مرغی میں بھی مثل کوٹے کے کراہت کو تسلیم کریں ، تیسرے اگر کوئی امام ابو یوسفؒ
کے قول پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خیر وہ اپنے فعل کا مختار ہے مگر متبعین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ پر جو بنا بر دلیل شرعی کے حکم کر رہے ہیں طعن و تشنیع کرنا کون سی دلیل شرعی سے جائز
ہو سکتا ہے ۔

وَلَا يَنْبَغِي رِبَاً حَذَّ أَمَّا نَقْلُ الشَّامِيِّ عَنْ غَدَرِ
الْأَفْكَارِ وَأَمَّا الدَّابُّ وَالصَّلَاحُ وَ
الْأَقْلَامُ وَالْأَقْلَامُ وَاللِّحَامُ فَلَا يَسْتَحَبُّ
أَوْ لَا كَرِهِي كَرِهِي كَرِهِي كَرِهِي كَرِهِي
اوپر اگر کسی کو شامی کی عزرا الافکار سے نقل کردہ یہ
بات شبہ میں ڈالے کہ فاختہ ، عتق ، سلس
کا کھانا مستحب نہیں ہے اگرچہ حقیقتاً حلال ہیں ۔

اَكْلُهَا دَرَانُ كَانَتْ فِي الْاَصْلِ
 حَلَالًا لِنَعَارِفِ النَّاسِ بِاصَابَةِ
 اَفَةِ لَا يَكُلُهَا فَيَنْبَغِي اَنْ يَتَحَرَّزَ عَنْهُ
 فَيُزَاحُ بِاَنَّ لَيْسَ بِحُكْمِ شَرْعِي بَلْ مُحْضُ
 مَشْوَرَةٍ كَمَا يَدُلُّ عَلَيْهِ اِلَا سِتْدُ لَالٍ بِقَوْلِهِ
 لِنَعَارِفِ النَّاسِ الْخِ فَلَا مُجْتَهِئَةٌ فِيهِ۔
 کیونکہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کے کھانے والے
 کو تکلیف پہنچتی ہے لہذا ان کے کھانے سے
 بچنا مناسب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
 کوئی حکم شرعی نہیں ہے معض مشورہ ہے جیسا کہ
 تعارفِ ناس سے استدلال اس پر دال ہے۔ لہذا
 اس قول میں (شرعاً) مانعت کی کوئی دلیل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی شخص اعتقادِ حلت کے ساتھ کھانے سے طبعاً منقبض ہو اس پر
 کوئی جبر و ملامت نہیں مگر شرط یہ ہے کہ حلال سمجھنے والوں یا کھانے والوں پر طعن و تشنیع نہ کرے
 کہ یہ امر گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ وَقَالَ
 تَعَالَى وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا
 بِاللُّغَابِ وَقَالَ تَعَالَى وَلَا يَخْتَبِ
 بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ
 وَفِي الْبَابِ مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ
 مَا لَا يَحْصِي عِدَادَةً وَلَا يَقْطَعُ مَدَدَةً وَاللَّهُ
 الْمُؤْتِقُ وَالْهَادِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک قوم دوسری پر نہ
 ہنسے۔ اور فرمایا کوئی ایک دوسرے کو طعن نہ
 دے اور نہ بُرے لقب سے پکارے، اور
 فرمایا کہ کوئی کسی کی عیبت نہ کرے۔ اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالیاں دینا
 فسق ہے۔ اس باب میں بے شمار آیات و
 احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیر سے لاتے
 کی توفیق اور ہدایت دینے والے ہیں۔

کتبہ اشرف علی تھانوی نزیل لکھنؤ

فتوے جناب مولانا مولوی حاجی حافظ محمدناظر حسن صاحب مدرس اول

مدرسہ محمودیہ یا ست چٹاری سائیں مدرس اول مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب

واضح ہو کہ صحیحین و دیگر کتب میں آیا ہے:

خَمْسٌ مِنَ الذَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحَرَّمِ
فِي قَتْلِهِمْ مِنْ جُنَاحٍ الْعُقْرَبُ وَالْفَسَّارَةُ
الْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغَرَابُ وَالْحِدَاةُ
پانچ جانور ایسے ہیں جن کے قتل کرنے میں محرم
پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بچھو، چوہا، باؤلاکتا،
کوا، اور چیل۔

اگرچہ اس حدیث سے حرمت پر استدلال عمل تامل ہے کیونکہ موجبات قتل و عدم
قتل نظر شارع میں اور میں اور موجبات حرمت اکل اور میں، دیکھو ہڈ ہڈ اور ضرر یعنی مولا حلال
ہیں مگر ان کے قتل کی ممانعت ہے اور کتا نیکاری و بلی حرام ہیں مگر ان کے قتل کی بھی ممانعت
ہے۔ الغرض قتل سے حرمت سمجھنا اور ممانعت قتل سے حلت خیال کرنا گہری نظر والوں کا کام
نہیں گزرتا ہم متباد اس حدیث سے یہی ہے کہ ان اقسام مذکورہ کا قتل بوجہ حرمت ہے اگر
یہی مانو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً حرام ہے۔ مگر ابو داؤد میں خاص اسی بارہ میں
ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً ممنوع القتل ہے۔ اس سے لازم
آتا ہے کہ وہ مطلقاً حلال ہو وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِيلَ عَمَّا يُقْتَلُ الْمُحَرَّمُ قَالَ
الْحَيَّةُ وَالْعُقْرَبُ وَالْفَرَسِيفَةُ وَيَرْمَى
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کس جانور کو قتل کر سکتا
ہے۔ فرمایا سانپ، بچھو اور چوہا اور کتے کو

الْغُرَابَ وَلَا يَقْتُلَهُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ
 شکار کر سکتا ہے قتل نہیں۔ باؤلا کتا، چیل اور
 حملہ کرنے والے درندہ کو قتل کر سکتا ہے۔

جب یہ دونوں حدیث دربارہ غراب متناقض ٹھہریں تو فقہاء محدثین کو جمع بین الحدیثین
 کی فکر ہوئی تلاش ہو گیا تو بخاری و مسلم و ابن ماجہ میں یہ حدیث بالفاظ ذیل پائی۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ امِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 مَفْرُوتٌ، مَا تُشْرِكُ رَمَى سَرَّ مَرُومٍ هِيَ كَهْفُورٍ صَلَّى اللَّهُ
 خَمْسُ فَوَاسِقَ يَقْتُلْنَ فِي الْحَلِيِّ وَالْحَرَمِ
 مِلَّةٍ دَلَمَ نَ فَرَمَا پانچ فاسق جانو میں جو محل و حرم
 الْحَيَّةَ وَالْغُرَابَ الْأَبْقَعَ وَالْفَارَةَ
 دونوں میں قتل کیے جا سکتے ہیں۔ سانپ، غراب
 وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحَدْيَا۔
 البقع، چوہا، باؤلا کتا اور چیل۔

اس حدیث نے ہر دو سابقہ حدیثوں کو جمع کر دیا اور مرد شائع علیہ السلام کو متعین کر دیا
 یعنی معلوم ہوا کہ وہ غراب کہ نظر شائع علیہ السلام میں جائز القتل ہے وہ کوا نہیں ہے بلکہ
 وہ قسم ہے جو دیار عرب میں باسم البقع مشہور ہے وہ کوا ہمارے ملک کے کواؤں سے بڑا
 اور رنگ سیاہ و سفید رکھتا ہے شکاری ہے۔ پنچہ سے شکار کرتا ہے۔ اور جہاں بیٹھا
 ہے نہایت بے چین بیٹھا ہے اور مردار بھی کھاتا ہے۔ چنانچہ جماعت تجاج نے
 سفر مدینہ اور اطراف مدینہ میں اس کا مشاہدہ کیا ہے سو یہ کوا کیوں حرام نہ ہو کہ اس میں
 شرعی ضابطہ حرمت یعنی نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل ذی
 مخلب من الطیر

علی بذاتہ عدہ دوم۔

نہی عن اکل الجلالۃ ہر طرح محقق ہے۔ اس لیے باتفاق فقہاء و محدثین غراب
 البقع حرام ہے ایسے ہی اور رنگوں کے کواے خواہ کالے ہوں یا بھورے، چھوٹے ہوں یا

بڑے اُمران میں یہ دو مضابطہ حرمت موجود ہوں گے تو حرم ہی ہوں گے ہاں جن قسم میں یہ
 باتیں نہ ہوں گی تو شرعاً کسی طرح حرم نہیں ہو سکتے بلکہ اس بات پر رہیں گے اب یہ خیال
 کرنا کہ فقہاء نے کس خوبی سے جمہور احادیث کو جمع کیا ہے اور خیر میں سے ہاں نکال دیا ہے
 اس میں تلاش اور حسن جمع پران کی جتنی تحمیں کی جاوے وہ سب جاسے برعکس اس کے سفہاء
 انسان کا حال انوسناک ہے۔ سو ہمارے اس نواح کے دیسی کوڑے جو گھروں میں پائے جاتے
 ہیں نہ پنجمہ فیکاری رکھتے ہیں اور نہ غالباً مردار کھاتے ہیں بلکہ غالب مذاہن کی دانہ و روٹی
 ہے اس لیے وہ مباح الاکل ہوں گے۔ ان کو حرام کہنا عوام الناس کو خوش کرنا اور رب الناس
 کو ناراض کرنا ہے اور اس آیت کا مصداق بننا ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا يَصُدُّ النَّاسَ بِغَيْرِ
 حِلٍّ لِّتَلْبَسَ الْإِسْلَامَ كَذِبًا يَصُدُّ النَّاسَ لِمَا هُمْ
 عَلَيْهِمُ مِنَ اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
 الظَّالِمِينَ۔

اس شخص سے زیادہ کون ظلم ہو گا اللہ تعالیٰ پر
 بلا دلیل ہموٹ تہمت لگانے تاکہ لوگوں کو گمراہ
 کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ
 دکھائیں گے۔

باقی یہ شبہ کہ یہ کوڑے بعض جانوروں کے انڈے پٹے کھا جاتے ہیں اس لیے حرام
 ہونے چاہئیں۔ سو گندار شش ہے کہ ایسی ایذا تو بہت سے حلال جانوروں میں بھی موجود ہے
 تو چاہیے کہ ان کو بھی حرام کہیں روائی کا مرنے اپنے مقابل کو جان سے مار چھوڑتا ہے شوش
 بکرا اور بیل وغیرہ کتنی کچھ ایذا پہنچاتے ہیں۔ پالتو مرغی گھروالوں کا ناک میں دم کر دیتی ہے اور
 موسم برسات میں کتنے حشرات الارض مار کر کھا جاتی ہے۔ طاؤس سانپ وغیرہ کھا جاتا ہے
 نیل کنٹھ کتنے کچھ ٹڈے وغیرہ کھاتا ہے۔ پھر بھی سب حلال ہیں۔ سو وجہ کیا ہے کہ شایع
 علیہ السلام نے ہر چھوٹی بڑی ایذا کو علت حرمت قرار نہیں دیا ہے بلکہ بطور میں موزی

بالطبع ہونا اور پنجنہ شکاری۔ کھنایا نجاست حوالہ غالباً ہونا موجب حرمت تجویز کیا ہے سو یہ وجوہات ان دیسی کوؤں میں مفقود ہیں۔ ہاں البقع اور اسود دشتی میں موجود ہیں اور دونوں حرام ہیں اب رہی یہ سکت کہ کوّا کون سی قسم میں داخل ہے سو عرض ہے کہ یہ نہ البقع ہے نہ خداف جو حرام ہوتا ہے اس لیے کہ خداف شکاری کوّا ہے۔ چیل کی طرح پنجنے سے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں کچھ شبہ نہیں اس لیے کہ علت حرمت یعنی ہوا میں پنجنے سے شکار کرنا اس میں موجود ہے اور یہ کوّا جو کچھ پکڑتا ہے۔ چوہ و مرغ میں پکڑتا ہے البتہ کھانے میں امانت پنجنہ سے بھی لے لیتا ہے۔

میری رائے میں یہ متعارف کوّا اسود کی قسم خالط ہے جو غراب الزرع سے ملتا جلتا ہے اور بوجہ نیائے جانے وجوہات حرمت کے مباح الاصل ہے اور یا یہ غراب الزرع ہے کیونکہ اس کی غذا عموماً دانہ روٹی ہے۔ منڈی میں انبار غلہ پر اور وقت ورود خرمنوں پر ان کا کھنا مجہوم ہوتا ہے۔ مردہ جانوروں کی لاش یا گندگی مثل چیل و گرگس وغیرہ کے نہیں کھاتا ہے ہاں حیوانات و فساد مصافیر کو چوہ و مرغ سے کھالیتا ہے سو یہ بات مرغی وغیرہ میں بھی ہے۔

اب جو حضرات معض خیالی دلیلوں سے اس کو حرام کہتے ان کا قول اصول قرآن و حدیث سے دو اور مذاق عوام سے نزدیک ہے جو شرمانہایت مذموم ہے اور مصداق
 كَلِمَةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ
 خدا کے نزدیک یہ بات بدست ناراضی کی ہے کہ
 ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

ہے۔ مقبلی میں جو لوگ حکم شرعی کو عوام کے خوش کرنے کو پھیلاتے ہیں۔ اور ناحق بات پراڑ لگاتے ہیں۔ لگام آتشیں ان کے منہ میں پھنایا جاوے گا امان اللہ منہا۔
 خلاصہ یہ ہے کہ یہ دیسی کوّا اعلان ہے۔ کوئی شخص اگر تنفر طبعی یا بد مزگی کی وجہ سے

نہ کھائے تو کچھ مضائقہ نہیں مجوزین کا یہ منشاء نہیں کہ سب لوگ خواہ مخواہ اس کو کھاویں بہت حلال جانوریں جن کے کھانے کا بہت سوں کو اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ یہ عرض ہے کہ اس کی بابت جو اعتقاد حرمت کے ہوئے ہیں یہ غلط ہے اس اعتقاد سے تعدی حدود لازم آتی ہے جس کی مذمت سے قرآن و حدیث لبریز ہیں۔ عرض ان ضوابط حرمت اور اصول حدیث کو خیال کر کے عبارت فقہاء کا سمجھ لینا بہت آسان اور اس میں اگر کچھ تحائف بھی متبادر ہو اس کا جمع ہونا سہل ہے ہاں جن کا قلب نور بصیرت سے خالی ہے اور تعصب کی پٹی آنکھوں پر رکھتے ہیں وہ رسوم فقیہہ کو حدود تحقیقہ خیال کر کے ان کو ہی مدار حلت و حرمت سمجھتے ہیں، اس لیے مناقشات لفظیہ میں اوقات ضائع کرتے ہیں اور عوام کو حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ۔

ومن لم يجعل الله له نوراً فما له
جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دیں اس کے لیے نور نہیں
من نور وفقنا الله تعالى وایا کو
للحق اجمعین۔
عطا فرمائے۔

واللہ اعلم وکملہ اقوم فقط۔

محمد ناظر حسن

محمد ناظر حسن دیوبندی

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب

اقول وبہ نستحین یہ کوادسی جوان بلاد میں ہوتا ہے امام اعظم رحمہ کے نزدیک

حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ اور قول امام اعظمؒ یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ کوا حلال کرنے میں مثل مرغی کے ہے اور مرغی حلال ہے۔ اصل یہ ہے کہ مدار اس کی حلت و حرمت کا نفاذ پر ہے۔ جو کوا معض مرور و نجاست خوار ہے وہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور وہی مثل ہے حدیث نفس فواستق الخ کا اور جو کوا معض دانہ کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو کوا دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ دانہ وردی وغیرہ بھی اور نجاست بھی جیسے مرغی وہ امام اعظمؒ کے نزدیک حلال و مباح ہے اور یہ ہی صحیح ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ مرغی بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

وَأَصْلُ ذَلِكَ أَنَّ مَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ فَلَحْمُهُ نَبَتْ مِنَ الْحَرَامِ فَيَكُونُ حَبِثًا عَادَةً وَمَا يَأْكُلُ الْحَبَّ لَمْ يُوْجَدْ فِيهِ ذَلِكَ وَمَا خَلَطَ كَاللَّحَاجِ وَالْعَقَقِ فَلَا بَأْسَ بِكَلِّهِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَهُوَ الْأَصَحُّ لِأَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ يَخْلُطُ بِنَهْيِ
اسی طرح شامی جلد ساس ص ۱۹۲ میں ہے۔

وَأَمَّا الْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْأَسْوَدُ فَهُمَا أَنْوَاعُ ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوهٍ وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجَيْفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصْنَفُ الْأَبْقَعُ وَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ يَخْلُطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجَيْفَ أُخْرَى وَلَوْ يَذْكُرُهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَهُ فَكُرُوهٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ ۛ الخ

اس عبارت سے واضح ہے کہ مدار حلت و حرمت کا نفاذ پر ہے نہ رنگ پر اور واضح

ہو کہ مرغی میں جو اختلاف درمیان امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے دربارہ کراہت و عدم کراہت ہے یہ بوجہ جلالہ ہونے کے نہیں ہے کیونکہ جلالہ تو اتفاقاً مکروہ ہے۔ امام اعظمؒ بھی اس کو مکروہ ہی فرماتے ہیں بوجہ متغیر و منتقل ہونے کے اور اس میں مرغی ہی کی تخصیص

نہیں بلکہ اونٹ گائے و بکری جو جانور جلد نہ ہو وہ باتفاق مکروہ ہے۔ لہذا فی کتب الفقہ نقطہ
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الْكَرِيمِ

فتویٰ جناب مولوی محمد شاہ صاحب کشمیری مدرس مدرسہ قومی میرٹھ معہ مواہیر و تحریرات
دیگر مشاہیر علماء سلمہم اللہ تعالیٰ

الجواب

اس سے پیشتر کہ اصل مسئلہ میں بحث کی جائے تمہید کے طور پر اس کا بیان کر دینا
مناسب ہے کہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک پرند جانوروں میں حرمت کی دو علتیں ہیں ذومغلب
موزی ہونا اور نجاست غذا پرندے کے ذومغلب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زمین و آسمان
کے مابین مخلوق ہو کر وسیع میدان میں اپنے پنچوں سے کسی جانور کا شکار کرے اسی کو دوسرے
لفظوں میں ذومخطفہ کہہ دیا جائے جیسے شکار عقاب وغیرہ نہ یہ کہ زمین پر بیٹھے ہوئے جانور کو
پھونچ یا پنچہ میں داب کر اڑ جائے۔

چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہے:

وَفِي الْمَبْسُوطِ الْمُرَادُ بِذِي الْخُطْفَةِ

مبسوط میں لکھا ہے کہ ذی الخطفہ سے مراد وہ جانور

مَا يَخْتَطِفُ بِبُخْبِكَ مِنَ الْهَوَاءِ

ہے جو اچک لے جائے اپنے پنچوں میں ہوا سے

كَالْبَازِي وَالْعُقَابِ

جیسے بازی اور عقاب۔

دوسری علت حرمت یعنی نجاست غذا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پرند محض نجاست و

مردار کھانے کا عادی ہو خلیقۃ یا عادیۃ جیسے گرس وغیرہ۔ اکثر روایات فقہ اس کی شاہد ہیں کہ
میوہ میں علت حرمت ہی دوا میں جن کی ابھی وضاحت کی گئی ہے۔
چنانچہ کفایہ میں مذکور ہے۔

وَأَمْثَلُهُمْ فِي الْحَرَمِ مَنَافِعُهُمْ بَدَلًا فَهُمْ مُعْتَبَرُونَ
در حرمت میں موثر ایذا ہے اور ایذا کبھی تو کبھی سے
ہوتی ہے (مثلاً دندے شیر بھڑیا وغیرہ) اور بھی
پہنچے سے) جیسے مقاب، وبازی وغیرہ، یا موثر حرمت
نجاست ہے اور وہ کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے
حشرات الارض (چروا، کپنچوا وغیرہ) اور سوا مرقہ
یَعْرِضُكُمْ فِي الْجَلَالَةِ
منتہی۔
وغیرہ) اور کبھی عارضی جیسے جلدہ۔

جلدہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست و مردار کھانے کی ایسی عادت ہو کہ زیادتی نجاست
نوار مردار خوری کی وجہ سے اس کا گوشت بودار ہو جائے۔
چنانچہ فتاویٰ قاضی نان میں بالتقریب مذکور ہے۔

الْجَلَالَةُ هِيَ الَّتِي تُعْتَدُ أَكْلُ
جلدہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست کھانے
کی ایسی عادت ہو کہ کبھی اپنی غذا مختلط نہ کرے
پس ایسے جانور کی غذا گوشت کو متغیر کر دیتی ہے
فَيَغَيِّرُ لَحْمَهَا فَيَكُونُ
مَنْتَ۔
کردہ بودار ہو جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق اور جلدہ کی توضیح سے صراحتہ ثابت ہو گیا کہ وہ پرند جو ذی مخلب
نہ ہو اور جس کی غذا مخلوط ہو کہ کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست یعنی میلا وہ جلدہ نہیں
ہے اور نہ اس میں حرمت کی کوئی علت پائی جاتی ہے جیسے مرغی۔ اسی بنا پر اکثر فقہاء

نے کوٹے کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم وہ کوٹا ہے جس کی غذا صرف نجاست اور مردار ہو اس کا نام البقع ہے۔ اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق فرمایا اور حل و حرم میں اس کے قتل کی اجازت دی۔

چنانچہ شامی میں مذکور ہے۔

وَمِنْ أَنْوَاعِ الْخَضْبَانِ الْأَعْصَمُ وَهُوَ الَّذِي
سَمَّاهُ الْمُصْنَفُ الْبَقْعَ وَانَّهُ
مَكْرُوهٌ ۵۔

ایک قسم کا کوٹا ہے کہ پوائے مردار کے کچھ کھاتا
ہی نہیں اور وہی ہے جس کا نام مصنف نے
البقع بیان کیا ہے اور وہ مکروہ ہے۔

یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس
موقع پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ بعض فقہاء نے غداف اور اعصم بھی کوٹے کی قسمیں بیان
کی ہیں لیکن علماء محققین نے ان دونوں انواع کو غذا و حکم میں البقع کی مثل قرار دیا ہے۔
شامی میں لکھا ہے کہ،

وَالْغَدَافُ هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ
اللُّغَةِ بِالْبَقْعِ اَنْتَهَى ۶۔

غداف وہی کوٹا ہے جو اہل لغت کے نزدیک
البقع کے نام سے مشہور ہے۔

اور فتح الباری میں مذکور ہے۔

وَمِنْ أَنْوَاعِ الْخَضْبَانِ الْأَعْصَمُ وَ
هُوَ الَّذِي فِي رَجُلَيْهِ أَوْ فِي جَنَاحَيْهِ
بَيَاضٌ أَوْ حُمْرَةٌ وَحُكْمُهُمُ الْبَقْعُ اَنْتَهَى

کوٹے کی ایک قسم اعصم بھی ہے اور وہ کوٹا وہ
ہے جس کے پاؤں یا بازوؤں میں سپیدی یا سرخی
ہو اس کا حکم البقع کا سا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کوٹے کے کھانے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔
دوسری قسم۔ وہ کوٹا جس کی غذا صرف دانہ ہو اس کو فقہاء غراب الزرع کہتے ہیں اس کا

کھانا بالافتاق حلال ہے۔

جیسا کہ بحرارانق میں مذکور ہے کہ:

وَنَوْعُ يَأْكُلُ الْحَبَّ فَحَسَبُ
خَاتَمًا يُؤْكَلُ

کوٹے کی ایسی قسم ہے کہ فقط دانہ ہی کھاتا ہے وہ
بیک لہایا جاتا ہے۔

تیسری قسم۔ وہ کوٹا ہے جس کی غذا منوط ہو یعنی کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست۔ یہ قسم ہے
جس کی حلت مختلف فیہ ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام
اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ فقہائے عظیمین نے امام اعظم رحمہ کے
قول کو اصح اور مفتی ابہ قرار دیا ہے۔

مالگیریہ میں مذکور ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْخَرَابُ بِحَيْثُ يَخْلُطُ
فَيَأْكُلُ الْحَبَّ تَارَةً وَالْحَبَّ أُخْرَى
فَقَدْ رَوَى عَنْ أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ
يَكْرَهُ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ
بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّحِيحُ عَلَى قِيَاسِ
الدَّجَاجَةِ كَذَا فِي الْمَبْسُوطِ

اور اگر کوٹا ایسا ہے جس کی غذا مختلط ہے کہ کبھی
مردار کھائے اور کبھی دانہ تو ابو یوسف سے مروی
ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام صاحب
سے روایت ہے کہ اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ
نہیں اور یہی قول صحیح ہے مرغی پر قیاس کر کے ایسا
ہی مبسوط میں مذکور ہے۔

تحقیق اور حق پسند طبیعتوں کو مذکورہ بالا تقریر سے خوب معلوم ہو گیا ہو گا کہ شریعت
محمدی میں ہر پرند جانور کی حلت و حرمت کا مدار اس کے ذوق و غلبہ ہونے نہ ہونے اور
خوراک و غذا پر ہے۔ شکل و شبہا بہت یا رنگ و علیہ کو حلت و حرمت میں کچھ دخل نہیں
چنانچہ فتاویٰ مالگیری میں امام صاحب کا کلیہ قاعدہ اس خاص قسم کے کوٹے کی حلت

کے بارے میں جس کا نام عقیق ہے۔ یہی مذکور ہے کہ غذا میں اختلاط کرنے والا جانور حلال ہے۔

فتاویٰ مالگیریہ میں ہے۔

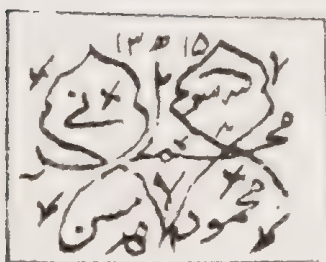
عَنْ أَبِي يُوسُفَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعَقَقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ النَّجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلُطُ النَّجَاسَةَ بِشَيْءٍ آخَرَ ثُمَّ يَأْكُلُ فَكَانَ الْأَصْلُ حَذْوَهُ أَنَّ مَا يَخْلُطُ كَالِدَجَاجِ لَا بَأْسَ بِهِ وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ كَرَّهَ الْعَقَقُ كَمَا تَكْرَهُ الدَّجَاجَةَ كَذَافِي فَتَاوَى قَاضِي خَانَ۔

ابو یوسفؒ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحبؒ سے سوال کیا عقیق کے بارے میں امام صاحبؒ نے فرمایا کچھ حرج نہیں، میں نے کہا وہ تو نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے مخلوط کرتا ہے۔ پھر کھا لیتا ہے پس امام صاحبؒ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو جانور اپنی غذا مخلوط کرے وہ مرغی کی مثل ہے اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں، اور ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ عقیق مکروہ ہے جس طرح مرغی مکروہ ہے ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔

اور اگر کسی فقہی کتاب میں کسی خاص کلمے کا خاص حلیہ بیان کیا گیا ہے وہ محض سمجھانے کی غرض سے ہے حلت و حرمت کا موقوف علیہ بنانے کے خیال سے نہیں غرض تمام مذکورہ بالا تقریر کا حاصل یہ ہے کہ یہ کوّا جو عام طور پر بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ میں حلال ہے اس لیے کہ مشاہدہ اس بات کا شاید ہے کہ یہ نہ اپنے پنجوں سے حلا میں شکار کرتا ہے۔ اور نہ نجاست و مردار کھانے کا ایسا عادی ہے کہ دانہ کھاتا ہی نہ ہو بلکہ مثل مرغی کے ہے کہ دانہ بھی کھاتا ہے اور نجاست بھی کھا لیتا ہے۔ اس لیے گو امام ابو یوسفؒ کے

نزدیک مرغی کی مش کمرہ ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور یہی قول صحیح و مفتی بہ ہے اور درحقیقت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مرغی کی مش کمرہ ہونا بھی حدت ثابت کرتا ہے اس لیے کہ مرغی کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور حدت کے مرنانی نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد شاہ کشمیری عفی عنہ



الجواب صواب

دستخط محمد حسن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ مسجد شاہی مراد آباد

الجواب صحیح

علی رضا عفی عنہ مدرس مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد

الجواب صواب

الجواب صحیح والمجیب بنجھ

واقعی دلائل حدت قوی میں درحقیقت دوسرے لوگ تشنیزہم۔ عبد الرشید عفی عنہ مراد آبادی

غلطی کرتے ہیں ورنہ مسئلہ فقہ میں غنی نہیں ہے۔

الجواب صحیح

محمد حسن عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد محمد حسن عفی عنہ

مستم مدرسہ لاشک فیہ محمد امین امینیہ دہلی

صحیح الجواب بعون اللہ الملک الوہاب

الجواب صحیح

فقیر محمد امین عفا اللہ عنہ دہلوی

بندہ محمد قاسم عفی عنہ

اصحاب من اجاب

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

عبدالحق پوری عفی عنہ ملازم ریاست ترلہام

الجواب صحیح

جلیانِ خدائیں سب سے

بڑھ کر ہی حبیبِ احمد

مدرس مدرسہ فتنپوری ۱۲

الجواب صحیح

محمد عبد الغفور مدرس مدرسہ

اینیہ دہلی شاگرد مولوی

مبشر شاہ صاحب کی پرنسپل فوٹو ریٹری لکھنؤ

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

مدرس مدرسہ اینیہ دہلی

الجواب صحیح

محمد سحاق عفی عنہ

نعمت مدرس اہل

مدرسہ زلیخہ شریف بکھنور

الجواب صحیح

علامہ رسول عفی عنہ مدرس

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح ہے

قدرة اللہ کان اللہ

مدرس مدرسہ مراد آباد

الجواب صحیح

عبد اللہ عفی عنہ مراد آبادی

الجواب صحیح

انظار حسین عفی عنہ

مدرس مدرسہ اینیہ دہلی

الجواب صحیح

محمد کرامت اللہ

واعظ مدرسہ حسین بخش دہلی

الجواب صحیح

رحیم بخش عفا اللہ عنہ

سہارن پوری

الجواب صحیح

بندہ مسکین محمد یسین عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

محمد یسین عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد تقی حسن عفی عنہ مدرس

مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح

بندہ محمد حسین نگینوی

مدرس مدرسہ نگینہ

الجواب صحیح

ثابت علی عفی عنہ

مدرس مدرسہ سہارن پور

اعظم الشہداء من اجابۃ اجداد اصحاب

فیما اجاب -

عبدلکیم ہزاردی وارد سہارن پوری عفی عنہ

الجواب صحیح

محمد نصیر الدین عفی عنہ

طیب میرٹھ

الجواب صحیح

محمد ریاض الدین عفی عنہ

مدرس اول مدرسہ

رونق اسلام میرٹھ

الجواب صحیح

عبدالرحمان عفی عنہ

مراد آبادی مقام میرٹھ

الجواب صحیح

عبدالمومن عفی عنہ دیوبندی مدرس

اول مدرسہ قومی میرٹھ

الجواب صحیح

محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ

عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح

محمد اسحاق عفی عنہ مدرس

مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ

الجواب صحیح

ابوالحسن عفی عنہ

ہستم مسجد جامع سہارن پور

الجواب صواب

کتبہ افتقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عفا عنہ مولانا کاکوری

انہ کان عبد الشکور

فتویٰ جناب مولانا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ و

دیگر علماء لاہور

الجواب

اصل اول اس قسم کے مسائل کے جواب میں قول ملک جلیل جل جلالہ یحییٰ علیہم الجبابہ
ورسول مقبول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو مسلم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت
کیا ہے کہ: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ الْبَئِيعِ وَكُلِّ ذِي
مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ كَذَا فِي الْمَشْكُوتِ فِي
الفصل الاول من باب ما يحل
کھانے سے

۲ کله وما لا يحل

قاموس میں ہے

الناب السن خلف الدباعية
یعنی سامنے کے چاروں دانتوں کے پیچھے (دانتے بائیں)
جو ایک ایک دینر نوکدار (دانت ہوتا ہے اسے ناب
کہتے ہیں۔

اور نیز قاموس میں ہے:

السبع بضم الباء وفتحها وسكونها
المفترس من الحيوان
یعنی سبع بھاڑ کھانے والے جانور کو کہتے ہیں۔ اور
افتراس کے معنی قاموس میں اصطیاد کے ہیں۔
اور مخلب کے معنی قاموس میں اس طرح نگھے ہیں:

المخلب المنجل و ظفر كل سبع من الماشی والطائر او هو لما يصيد من الطیر و الظفر لما لا يصيد۔

پس معلوم ہوا کہ مخلب اسی پرندہ کے ناخن کو کہتے ہیں جو شکاری ہو ورنہ یوں تو ہر پرندے کے ناخن ہوتے ہیں۔

چونکہ کلام برزہب امامؒ ہے لہذا کتب فقہ حنفی سے امام صاحب کا قول لکھا جاتا ہے جو منقح ہے۔

قدوری میں ہے :

وَلَا يَجُوزُ أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ
وَلَا ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

ہر کچلی والے دزدے اور پنجوں (سے) ہوا میں
شکار کرنے، والے پرندے کا کھانا جائز نہیں۔

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مطبوعہ مصر جلد دوم کے ص ۲۷۹ میں ہے۔

الرَّادُّ مَنْ ذِي النَّابِ أَنْ يَكُونَ لَهُ
نَابٌ يَصْطَادُ بِهِ وَكَذَا مَنْ ذِي الْمَخْلَبِ
وَالْإِنْفَالِ حَمَامَةٌ لَهَا مَخْلَبٌ وَالْبَيْدَةُ
نَابٌ وَذَلِكَ لَا تَأْخِيرَ لَهُ

مراد ذی ناب سے یہ ہے کہ جس کے لیے ایسی
کچلیاں ہوں جن سے وہ شکار کرے اور ایسے ہی
ذی مخلب سے (مراد وہ ہے جس کے لیے
ایسے پنجے ہوں جن سے وہ شکار کرے) ورنہ تو

بکوتر کے تنجے اور ادنٹ کی کچلیاں ہوتی ہیں حالانکہ
(حرمیت میں) ان کو کوئی تاثیر نہیں ہے۔

ہدایہ میں قدوری کی عبارت مذکورہ بالا کی دلیل میں حدیث کا لفظ اس طرح نقل کیا ہے۔

لَا تَأْخِيرَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهَى
عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ
الطُّيُورِ وَكُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ

اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پنجوں (سے)
ہوا میں شکار کرنے، والے پرندے اور ہر کچلی
والے دزدے کے کھانے سے منع فرمایا

وَقَوْلِهِ مِنَ السَّبَاعِ ذَكَرَ
عَقِيبَ النُّوعَيْنِ فَيَنْصَرِفُ
إِلَيْهِمَا فَيَتَنَاوَلُ سِبَاعَ الطَّيُورِ
وَالْبَهَائِمِ لَا كُلَّ مَالِهِ
مُخْلَبٌ وَنَابٌ

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ من السباع کو
دونوں نوعوں کے بعد ذکر کیا ہے لہذا اس کا تعلق
دونوں نوعوں کے ساتھ ہوگا اس لیے یہ ارشادِ درندہ
پرنندوں اور درندہ بہائم ہی کو شامل ہوگا نہ ہر اس
جانور کو جس کے پنجے اور کچلیاں ہوں۔

کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے:

وَالْمَوْثَرُ فِي الْحَرَمَةِ الْإِيذَاءُ فَهُوَ طَوْرٌ لَا يَكُونُ بِالنَّابِ وَ
تَارَةً يَكُونُ بِالْمُخْلَبِ أَوِ الْخَبْثِ وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خِلْقَةً كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ
وَالْهَوَامِّ وَقَدْ يَكُونُ بَعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَلَا كَتِ -

اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک تاثیرِ حرمت میں صرف دو
ہی چیزوں کو ہے۔ ایک تو ایذا، بحکم حدیث متفق علیہ ہے۔ دوم خبث بحکم آیت قرآن اور یہ
بھی معلوم ہوا کہ ایذا و شرعاً وہی معتبر ہے جو ناب یا مغلِب سے ہو اور ناب اور مغلِب بھی
وہی معتبر ہیں جو ان جانوروں کے سلاح اور ہتھیار اور شکار کے اوزار ہوں مطلقاً ناخون
اور کچلی کا کچھ اعتبار نہیں اور خبث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی جیسے حشرات الارض و ہوام میں
دوسری عارضی جیسے جلالت نجاست نحو جانوروں میں۔ پس جب علتِ حرمت یہی دو چیزیں ہیں،
تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اس دلیلی کو سے میں علتِ حرمت موجود ہے یا نہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے
کہ علتِ اول یعنی ایذا و شرعاً معتبر ہے وہ اس دلیلی کو سے میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ نہ
سباعِ طیور میں سے ہے نہ سباعِ بہائم سے کیونکہ سباع کی عام تعریف ہدایہ میں اس طرح
لکھی ہے۔ وَالسَّبْعُ كُلُّ مُنْتَهَبٍ مُخْتَلَفٍ جَارِحٍ قَاتِلٍ عَادٍ عَادَةً -

اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

تَمَّ الْفَرَقَ بَيْنَ الْأَخْطَافِ وَالْإِنْهَابِ
 هَذَا أَنَّ الْأَخْطَافَ مِنْ فِعْلِ الطُّيُورِ
 وَالْإِنْهَابُ مِنْ فِعْلِ السَّبَاعِ غَيْرِ
 الطُّيُورِ وَفِي الْمَبْسُوطِ الْمُرَادُ بِذِي
 الْأَخْطَافَةِ مَا يَخْطُفُ بِمَخْلَبِهِ مِنَ
 الْهَوَاءِ كَالْبَازِي وَالْعَقَابِ وَمِنْ ذِي
 الْإِنْهَابَةِ مَا يَنْهَبُ بِنَابِهِ مِنَ الْأَرْضِ
 نَوْضِيكَ سَبْعَ (درندہ) اسی جانور کو کہتے ہیں جو حملہ کر کے جھپٹا مار کر چیز کو لے جائے اور زخمی
 کر کے قتل کر ڈالے اور یہ صفت اس دیسی کوڑے میں نہیں پائی جاتی۔ چونچ سے چڑیا کا انڈا یا بچہ
 اٹھا کے لے جانے یا پنجنہ سے ہڈی یا ٹکڑا اتمام کر کھانے سے سبع یا موزی یا فکاری
 جانور نہیں کہلا سکتا۔ رہی دوسری علت یعنی نجث غلطی تو اس دیسی کوڑے میں نہیں پائی جاتی۔ البتہ
 نجث کی دوسری قسم یعنی نجث عارضی سو وہ جنس غراب کے بعض اصناف میں پائی جاتی ہے۔
 ہدایہ میں ہے:

قَالَ وَلَا بَأْسَ بِخُرَابِ الذَّرِيعِ لِأَنَّهُ يَأْكُلُ الْحَبَّ وَلَيْسَ مِنْ سَبَاعِ
 الطُّيُورِ قَالَ وَلَا يُؤْكَلُ الْأَبَقَعُ الَّذِي يَأْكُلُ الْجَيْفَ وَكَذَا الْغُدَّافُ مَالُ
 أَبُو حَنِيفَةَ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقَقِ لِأَنَّهُ يَخْلُطُ فَاسْتَبَدَّ الدَّجَاجَةُ وَعَنْ
 أَبِي يُوسُفَ أَنَّهُ يَكْرَهُ لِأَنَّهُ غَالِبُ أَكْلِهِ الْجَيْفُ -
 پس ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے عقق کی گراہت

میں ایک روایت ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ من وہیں کہتا ہے جہاں دور وائیں ہوں ورنہ عند کہتا ہے اور نیز معلوم ہوا کہ باعتبار حکم شرعی یعنی حلت و حرمت کے جنس غراب کی تین قسمیں ہیں۔ حلال بالاتفاق جیسے غراب الزرع۔ دوسری حرام بالاتفاق جیسے البقع وغیرہ تیسری مختلف فیہ بین الاعظم والشافعی فی روایتہ عنہ جیسے عتق اور جو اس کے حکم میں ہے۔ اور ان اصناف کی حلت یا حرمت کی علت یہی نسبت عارضی کا عدم یا وجود ہے۔ پس چونکہ غراب الزرع میں علت حرمت مطلقاً نہیں پائی جاتی اس لیے بالاتفاق حلال ہے اور البقع و غراف میں چونکہ علت موجود ہے اتفاقاً حرام ہے اور عتق میں چونکہ علت حرمت امام صاحب کے نزدیک نہیں پائی جاتی ہے اس لیے بلاکر اہل حلال ہے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک روایت میں چونکہ علت حرمت موجود ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہے اور شیخین کے عتق میں اختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف قاعدہ لاکثر حکم الکل کو معمول بہا مٹھراتے ہیں اور امام صاحب اس قاعدہ کا اعتبار نہیں کرتے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ کی تعلیل سے ظاہر ہے کیونکہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں لکھا ہے لا ینخلط فاشب الدجاجة اور امام ابو یوسف کے مذہب کی تعلیل میں کہا کہ ان غالباً کلہ الجیف اب اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ علت حرمت غیر فسقاری پرندوں میں جہاں ہوگی نسبت عارضی ہوگی، پس کوئی پرندہ خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو جب اس کی غذا بالکل نجاست ہوگی وہ حرام ہوگا۔ اور جس میں یہ بات نہ پائی جائے گی وہ امام صاحب کے نزدیک حلال ہوگا۔ اگرچہ خالط میں ابو یوسف کا خلاف ہے۔ اور صحیح اور مفتی اب قول امام صاحب کا ہے۔ چنانچہ صاحب بحر وغیرہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ کیونکہ منی بالاتفاق حلال ہے اور وہ خالط ہے پس اگر خالط سے نسبت عارضی (جو مؤثر فی الحرمت ہے) پایا جاتا ہے تو منی بھی حرام ہوتی واذلیس فلیس پس اب ہمیں اصناف غراب کے ناموں اور حلیوں

کی تفصیل اور ان اصناف کے تعیین مصادیق کی بلا طائل تطویل کی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مدارِ
حلت و حرمت نہ نام پر ہے نہ صورت پر بلکہ کلیۃً نجاست خوار ہونے یا نہ ہونے پر
ہے۔ پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی فرد صنف البقع کا دیشر طیکہ ذی غلب نہ ہو مطلقاً نجاست
نہ کھائے۔ چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں اُسے پالے اور دانہ اناج ہی کھائے نجاست نہ
کھانے دے تو وہ حلال ہوگا اور صنف غراب الزرع یا عقیق کا کوئی فرد اگر بالکل نجاست
ہی کھانے لگ جائے اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حرام
ہوگا۔ چنانچہ محیط کی عبارت ذیل سے (جو شیخ ابوالکلام نے شرح مختصر وقایہ میں باتن کے قول
ولا الا بقع الذی یا کل الجیف کے تحت میں نقل کی ہے)۔ یہ امر ظاہر ہے۔
محیط میں ہے کہ:

وفی المحيط أنَّ الخَبَابَ الْبَقْعَ وَ
الْأَسْوَدَ وَالزَّاعَ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ نَوْعٌ يَأْكُلُ
الْحَبَّ لَا الْجِيفَ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ
وَنَوْعٌ آخَرَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجِيفَ
وَأَنَّهُ مَكْرُوهٌ وَنَوْعٌ آخَرَ لَخَلَطَ الْحَبَّ وَالْجِيفَ وَهُوَ
غَيْرُ مَكْرُوهٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ مَكْرُوهٌ عِنْدَ
أَبِي يُوسُفَ فَزُصِفَ الْبَقْعُ بِمَا ذَكَرَ لِلتَّقْيِيدِ
لِالْمَجَرَّدِ الْإِشَارَةِ إِلَى عِلَّةِ الْحَرَمَةِ أَنْتَهَى
اور صاحبِ عنایہ اور کفایہ اور قستانی وغیرہ نے ذخیرہ سے اس کے قریب قریب
مضمون نقل کیا ہے۔ پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ امام صاحب

الاجمرد الاشارة الى علة الحرمة انتهى
اور صاحبِ عنایہ اور کفایہ اور قستانی وغیرہ نے ذخیرہ سے اس کے قریب قریب
مضمون نقل کیا ہے۔ پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ امام صاحب

کے نزدیک خالط حلال ہے۔ اور اس دیسی کوٹے کے خالط ہونے میں کسی کو شک نہیں تو اب کاشمس نے رابعۃ النہاز ظاہر و روشن ہو گیا کہ یہ دیسی کوٹا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں حلال ہے بلا کر اہت اور یہی مطلوب ہے۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الاحد ابو محمد احمد الجکوالی مولد اللہ ہوری منسزلاً

غرابیکہ خالط بین الحب والجیف است
حکمش ہمیں است کہ در جواب مرقوم شدہ کما یدل
علیہ عبارت الذیل۔
دانہ اور مردار دونوں کھانے والے کوٹے کا حکم
یہی ہے جو۔ جواب میں مرقوم ہوا جیسا کہ اس پر
عبارت ذیل دلالت کرتی ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے:

قال کانوا یکرہون کل ذی مخب
من الطیر وما اکل الجیف وب
فاخذ فان ما یاکل الجیف کالغذاف
والغراب الابقع ینتخبث طبعاً فاما
الغراب المذرمی الذی یلتقط
الحب مباح وان کان
الغراب یحیث یخلط فیما کل الجیف
تارۃ والحب اخری فقد روی عن
ابی یوسف انہ یکرہ و وعد
کہ انہوں نے فرمایا کہ فقہار مکروہ سمجھتے ہیں ہر اس
پرندے کو جو پنجنوں (سے) ہوا میں شکار کرنے
والا ہو۔ یا جو مردار کھائے اسی مذہب کو ہم اپناتے
ہیں کیونکہ جو کوٹا مردار کھاتا ہے وہ غذاف کی
طرح ہے اور غراب البقع طبعاً گندہ ہے اور
غراب مذرمی جو صرف دانہ چکاتا ہے مباح ہے
اور اگر کوٹا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا
ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف سے
مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ

ضمیمہ

منقول از احسن الفتاویٰ کامل، ص ۵۲۸ تا ۵۳۹ :

سوال (۳۹۷) شکار پورسندھ کے علماء نے کوئے کی حرمت پر ایک تحریر لکھی ہے جو ارسال خدمت ہے یہ تحریر چونکہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے اسلئے اس سے متعلق بعجلت ممکنہ تحقیق فرما کر ممنون فرمائیں اس تحریر کے سوال و جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال غراب ملکی حلال است یا حرام ؟ بینوا تو جردا۔
جواب غراب ملکی حرام است از جملہ فواسق و موزیات است۔ در حدیث شریف فی الموطا امام مالک۔

» عن نافع عن عبد الله بن عمران رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خمس من الدواب ليس على المحرم في قتلهن جناح الغراب والحدأة والعقرب والفارة والكلب العقور «
و موطا امام مالک، ص ۳۷۲

یہ تحریر کافی ایام تک بندہ کے پاس پڑی رہی مگر جواب کی فرصت نہ ملی۔ بالآخر -
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

و در حاشیہ مصنفی علی الموطا۔

قال البغوی اتفق اهل العلم علی انه يجوز للمحرم
قتل هذه الاعیان ولا شیء علی فی قتلها
فی الاحرام والحریم لان الحدیث یشتمل علی اعیان
بعضها سبع وبعضها هوام وبعضها لا یدخل فی
معنی السباع ولا هی من جملة الهوام و انما هو
حیوان مستخبث اللحم وتحريم الاكل یجمع
الكل وقالت الحنفیة لاجزاء بقتل ما ورد فی
الحدیث وقاسوا علی الذئب وقالوا فی غیرها من
الفهد والنمر والخنزیر وجميع ما لا یوکل لحمه
علیه الجزاء بقتلها الا ان یتدیه شیء فیدفعه
عن نفسه فیقتله فلا شیء علیه ۛ

رموی ۱ ص ۳۱۴ جلد اول

وفی البحر :

» معنی الفسق فیہن خبثتھن وكثرة الفرر فیہن ۛ

(البحر الرائق ۱ ص ۳۶ جلد ۳)

در ہدایہ می آرد ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ، مولوی محمد تقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی چنانچہ انہوں نے
بحمد اللہ تعالیٰ ویسا ہی کافی و شافی جواب تحریر فرمایا جس کی امید ان کی قابلیت سے تھی جس کا انداز
جواب کے ملاحظہ سے ہو گا۔ زادہ اللہ تعالیٰ علماً و عملاً و صلاحاً۔ ۱۳ رشید احمد عفی عنہ

» والمراد بالغراب الذي يأكل الجيف ويخلط لانه

يبتدى بالاذى « (بداية، ص ٢١٥، جداول)

وفي بعض النسخ -

» او يخلط كما نقل عبارتها في البحر « (الجزء الثاني، ص ١٢١)

او يخلط الحب بالنجس معناه يأكل الحب تارة و

النجس تارة كذا في الحاشية للسيد الشامي على البحر

نقلًا عن النهر عن البدائع = قال ابو يوسف

» الغراب المذكور في الحديث الذي يأكل الجيف -

او يخلط لان هذا النوع هو الذي يبتدى بالاذى «

(منحة الخلق على البحر، ص ٣٦، جلد ٣)

در مسكين شرح كنز تحت قوله ولا شيء بقتل الغراب في آرد -

» والمراد به الابقع الذي يأكل الجيف ويخلط النجس

مع الطاهر في التناول « (مسكين شرح الكنز، ص ١٥٠، جلد ١)

ودر حاشية علامه ابی السعود می نویسد -

» الواو بمعنى او اذ لا حاجة بضم الخلط الى اكلها

واي اكل ما خالفه، كما ذكره الحموي « انتهى

وفهم اكرام و دو نوع غراب را از غراب كه در حديث شريف مذکور است استثناء ساخته اند

يك غراب الزرع ديگر عفتق كما في عامة الكتب بقتل اين هر دو نوع بر محرم جزاء واجب

است - در رد المحتار در تعريف غراب الزرع می نویسد -

عله قال في المجلد الثاني ص ٥٠، في تعريفه « وهو الغراب الصغير الذي
(بقية حاشية صفح ٩٠)

« وهو الذي يلتقط الحب ولا يأكل الجيف ولا يأتي
في القرى والامصار »
و در تعریف عمیق می آرد -

« هو طائر نحو الحمامة طويل الذنب فيه بياض و
سواد وهو نوع من الغربان يتشاءم به ويعقق
بصره يشبه العين والقاف » (در المختار ص ۳۰۸ جلد ۶)
پس این هر دو نوع حلال اند - و ازین جا است که فقهای کرام در کتاب « ما یحل اكله
وما لا یحل » همین دو نوع غراب را حلال نوشته اند - و در تنویر الابصار می نویسند -
« و حل غراب الزرع ، الذي يأكل الحب و لا رنب
و العقق ، هو غراب یجمع بین اكل جیف و حب »
(تنویر الابصار مع الشامی ص ۳۰۴ جلد ۶)

ولا شك ان غراب دیارنا غیر العقق و غیر غراب
الزرع فیکون داخل فی الغراب المذكور فی الحدیث
فیکون فاسقاً و حراماً کسائر نطائره و آنچه بعض فضلاء این غراب
ملکی را حلال دانسته و تمسک گرفته بآنچه بعبارات فقهاء واقع شده - « نوع یا کل
الحب مرة و الاخری جيفة غیر مکروه عند الامام الاعظم
فانه يتوهم منه فی بادی الرأي ان الغراب المعروف فی
دیارنا غیر مکروه عند الامام لانه یخلط بین الحب و النجاسة

و بقیه حاشیه صفحہ گذشته ، یا کل الحب « فی المجلد السادس ص ۳۰۴ » و هو غراب
اسود صغیر یقال له الزاغ و قد یكون محمر المنقار و الرجلین « ناشر

نقول ان الفقهاء الكرام حصروا هذا النوع في العقق قتال
في العناية شرح الهداية -

« اما الغراب الابقع والا سود انواع ثلاثة نوع يلتقط
الحب ولا ياكل الجيف وليس بمكروه ونوع منه لا
ياكل الا الجيف وهو الذي سماه المصنف « الابقع
الذي ياكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط ياكل الحب
مرة والجيف اخرى ولم يذكره في الكتاب و
هو غير مكروه عند الجي حنيفة « مكروه عند
الجي يوسف «
وعناية مع الفقه ص ٢٩٩ ج ٩

وفي الحاشية السعدية للجلبي

« اقول قال الزيلعي في شرح الكنز ص ١٢٩٥ ج ٥
ونوع يخلط بينهما وهو ايضا يوكل عند ابي حنيفة «
وهو العقق كما في المنح وسياتي «

وفي الحاشية شرح الوقاية -

« نوع يجمع بين الحب والجيف وهو حلال عند
ابي حنيفة « وهو العقق الذي يقال له بالفارسية
« عكه » «

وفي تكملة البحر للعلامة الطرطوسي في شرح قوله الابقع -
والغراب ثلاثة انواع الى قوله ونوع يخلط بينهما و
هو ايضا يوكل عند الامام وهو العقق «

والبحر الرائق ص ١٩٥ ج ٨

پس ظاهر شد که این نوع که جامع است در میان حب و جیفه و آن نزد امام
حلال است منحصر است در عقق و او موزی نیست. و آنچه در هدایه و شرح مسکین آورده
و یخلط مراد از آن آن است که او موزی باشد و آن حرام است پس غراب که جامع باشد
در میان حب و جیفه و و صنف است یکی صنف که او موزی نیست و آن حلال
است منحصر است در عقق و صنف دیگر او مذلت حرام است.

در تیسیر القاری شرح صحیح البخاری می آرد فاسق بودن غراب از آنست که پشت
بمردم دواب را و چشم شتر را می کند انتهی بزبان سنه می مشهور است که -
« کانو کدی گد و لجنی »

یعنی قتی که غراب آواز دهد حیوانیکه ریش دارد می لرزد در مصداق آن در دیار
ما همی غراب معروف است چنانچه در اوصاف ذمیمه او ظاهر است و در رد المحتار
می آرد تحت قوله ولاشی بقتل غراب -

« الا العقق لان الغراب دائما تقع علی دبر الدابة

کما فی غایة البیان »

از این عبارت واضح گردید که این غراب که در دیار ما است موزی است ریش
دابه را می کند و در دبه دابه می افتد و چشم شتر را می کند حرام است و عقق غیر آنست
عقق را در سنه می متاه گویند - والله اعلم بالصواب -

المحرر فقیر عبدالمجید
صمد مدرس مدرسه اشرفیه شکارپور

اسماء گرامی مصدقین بالالفاظ المذكورة فی الاصل

محمد فضل الله مهتم مدرسه اشرفیه : عبدالقادر ثانی مدرس : الفقیر عبد الفتاح : ملوی

عبدالحی ، مولوی غلام مصطفیٰ ، مولوی عبدالمالک ، مولوی تاج محمد ، مولوی مظفر
 سومرو ، مولوی عزیز اللہ ، الفقیر محمد عظیم ، عبدالحی جتوئی ، عبدالحکیم چشتی ،
 محمد عارف چشتوی ، امید علی جکیب آباد ، محمد اسماعیل عودوی ثم الشکار فوری ، اناجہ العزیزہ
 الباندوی ، الب عبد الغنی ، حامد اللہ بلوچستانی اجمیری ، عطار اللہ الفتلائی ،
 مولوی مظہر الدین مدرسہ ہاشمیہ ، عبد العزیز جتوئی ۔

(العبارات والروایات المزیدة عالمگیری اردو ص ۴۴ ج ۸)
 ” جو پرندے بچس و مردار خور ہیں جیسے دیسی کوا اس کو طبیعت پاکیزہ
 پلید و خبیث جانتی ہے “ انتہی ۔

” عن هشام عن عروة عن ابيه انه سئل عن اكل الغراب
 فقال ومن يا كله بعد ما سماه رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف خمس فواسق
 يقتلن في الحل والحرم “

کتاب المخصص للاندلسی ۔

” يقال للغراب ابن دايه سى بذلك لانه مولع بالوقوع
 على الدبر التي على ايات ظهور الابل والعقق طائر
 كالغراب يجبل حجلانا والانشى عقة وهو يدجن
 الغراب لا يدجن والعقق يسرق كل شى من
 الدراهم والدنانير “ (مخصر سفر ثامن ص ۱۵۲)

” نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن كل ذى مخلب
 من الطير وروى نهى عن كل خطفة ونهبة “
 ” والغراب الذى ياكل الحب والزرع حلال بالاجماع “

(بدائع الصانع ۱ ص ۳۹ ج ۵)

« سألت أبا حنيفة رحمه الله عليه عن أكل الغراب
فرخص في غراب الزرع وكره الغداف فسألته عن
الابقع فذكره ذاك » (بدائع الصانع ۱ ص ۳۹ ج ۵)

وفي الموعد « الابقع هو الذي في صدره بياض »
قال في المحكم « غراب ابقع يخالط سواد و بياض وهو اخبثها »
رد المحتار از عنایہ نقل کرده -

« نوع لا يأكل إلا الجيف وهو الذي سماه المصنف

الابقع وأنه مكروه الخ »

حقیقت ہمیں است کہ یک نوع غراب ابقع سوائے جیف نمی خورد و مراد عنایہ
ہمیں نوع است مگر در حدیث از غراب ابقع یہاں مراد است کہ ہر دو خلط می کند
کما فی تبیین الحقائق صفحہ ۶۶ جلد ۱ - والمراد بالغراب الابقع الذي يأكل
الجيف او يخلط كذا في الهداية -

بقیہ صفحہ ۹۸ سے آگے

ابیحنیفۃ لباس پاکدہو الصبیح علی قیاس
الد جاجۃ کذا فی المبسوط عالمگیری
جلد ۲ ص ۱۹۳
کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں
یہی صحیح ہے - جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے
کے باوجود حلال ہے - کذا فی المبسوط عالمگیری -

الجواب صحیح

علامہ احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور

محمد علیہ رحمۃ اللہ عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

تہذیب الخیر

الجواب

اقول وبالله استعین - فاضل مجیب نے ملکی کوٹے کے حرام ہونے پر جو استدلال کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فقہانے کوٹے کی جو ایک قسم بیان فرمائی ہے کہ وہ نجاست وغیرہ میں خلط کرتا ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں -

۱ : عقیق جو موزی نہیں - ۲ : وہ کو جو خلط کرتا ہے اور موزی ہے - ان میں سے پہلی قسم تو حلال ہے - لیکن دوسری قسم حرام ہے - اور چونکہ ملکی کو ا دوسری قسم میں داخل ہے اس لئے وہ حرام ہوگا - موزی ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ جس جگہ فقہاء کرام یہ تحریر فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں کوٹے کا قتل کرنا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء نہیں - اس کے تحت اس کوٹے کو البقع در اس قسم کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں جو نجاست اور زرع میں خلط کرنے کا عادی ہو - اور اس کے بعد عقیق کو اس سے مستثنیٰ کر لیتے ہیں - ان کے اس فعل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ جو موزی ہے - اس کے قتل کرنے سے جزاء واجب نہیں - دوسری عقیق کہ وہ بھی خلط کرتا ہے - مگر چونکہ موزی نہیں اس لئے اس کے قتل پر جزاء واجب ہے -

موزی کوٹے کے حرام ہونے پر فاضل مجیب نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے مسوچی میں لکھا ہے کہ جن پانچ چیزوں کو حدیث میں عام حکم سے مستثنیٰ کر کے یہ کہا گیا ہے کہ ان کے قتل سے کوئی حرج نہیں وہ سب کی سب حرام ہیں - ان کا کھانا ناجائز ہے - اور حجب فقہاء کی عبارتوں سے یہ معلوم ہو چکا کہ ان چیزوں میں وہ موزی کو بھی

داخل ہے جو خلط کرتا ہے تو مسوی کی اس عبارت سے اس کوے کا حرام ہونا بھی معلوم ہو گیا۔

خلاصہ کے طور پر استدلال ان مقدمات پر موقوف ہے
 ۱ : خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں۔ موذی اور عقیق جو موذی نہیں۔
 ۲ : موذی کوے کو قتل کرنے سے محرم پر جزاء واجب نہیں اور غیر موذی کے قتل پر جزاء آتی ہے۔

۳ : مسوی کی عبارت میں ہے کہ تمام فواست خمس جن کے قتل سے محرم پر جزاء نہیں آتی وہ حرام ہیں۔

اس استدلال کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا دار و مدار چونکہ ان مقدمات پر ہے۔ اس لئے ہم ان میں سے ہر ایک مقدمہ پر بحث کریں گے۔

ان میں سے پہلا مقدمہ علی الاطلاق صحیح نہیں کیوں کہ عقیق بھی کبھی

پہلا مقدمہ | کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔ صاحب ہدایہ کے قول "المزاد بالغراب الذی یا کل الحیف و یخلط لانه یبتدئ بالاذی اما العقیق فغیر مستثنی لانه لا یسب غرابا ولا یبتدئ بالاذی الخ" کے تحت علامہ اکمل الدین بابر تہیؒ لکھتے ہیں۔

قبل فعلی هذا یكون فی قوله فی العقیق ولا یبتدئ بالاذی نظر لانه یقع علی دبر الدابة۔

(عنا۔ علی ہش الفج جلد ۲ ص ۲۴۷)

اور مولانا عبدالحی صاحبؒ نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ۔

انه دائما یقع علی دبر الدابة۔ (حاشیہ ہدایہ ص ۱۱ ص ۲۶۲)

اسی طرح علامہ زین الدین بن نجم نے بھی ہدایہ کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے

لکھا ہے۔

فیه نظر لانہ دائماً یقع علی دبر الدابة کما فی غایۃ البیان

(البحر الرائق ص ۳۶ ج ۳)

اگرچہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ پر اور رد المحتار میں صاحب بحر کے اس اعتراض کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ ”و أشار فی المعراج الی دفع ما فی غایۃ البیان بانہ لا یفعل ذلک غالباً“ لیکن اس سے بھی عققت کے اصلاً موزی نہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیوں کہ صاحب معراج نے ”غالباً“ کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ خود علامہ شامی نے آگے چل کر لکھا ہے۔

”ثم رأيت في الظهيرية قال وفي العقق رواية

والظاهر انه من الصيود قلت وبه ظهران ما في الهداية

هو ظاهر الرواية (منه على البحر ص ۳۶ ج ۲)

علامہ عثمانی نے بھی فتح الملہم میں ظہیریہ کا قول نقل کیا ہے۔ (ص ۲۳۱ ج ۳) جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرجوح روایت عققت کے بارہ میں بھی یہ ہے کہ اس کے قتل سے محرم پر جزا نہیں، ظاہر ہے کہ اس روایت کی بنیاد یہ ہے کہ عققت موزی ہوتا ہے۔ کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک خمس فواسق کے قتل پر جزا نہ ہونے کی علت مشتکہ ایذا ہے جیسا کہ علامہ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد ص ۴۰ ج ۱ میں نقل فرمایا ہے۔ (دستیاتی نص) پس ثابت ہوا کہ عققت بھی کسی درجہ میں موزی ہے۔ اگر آپ کے قول کی بنا پر موزی کو

حرام ہے تو عققت بھی حرام ہونا چاہئے۔ (و ذلک خلف)

بہر حال! مقدمہ اولیٰ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں بعض حضرات کی رائے مختلف ہے۔ اور جو حضرات اسے موزی نہیں کہتے وہ بھی کبھی کبھی اس کی ایذا رسانی

کے قائل ہیں۔

یہ مقدمہ راجح قول کی بنا پر صحیح ہے۔ اگرچہ علامہ ابن نجیمؒ اس
سلسلہ میں تمام لوگوں میں متفرد ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ۔

وأطلق في الغراب فشمل الغراب بانواعه الثلاثة مگر اس کو صاحب
نہر علامہ حنفیؒ علامہ شامیؒ اور مولانا عثمانیؒ نے رد کیا ہے۔

(شامی ص ۳۰ ج ۲، فتح الملہم ص ۲۳۱ ج ۳)

یہ مقدمہ ہرگز صحیح نہیں۔ اور اس کی عدم صحت مسوی کی اصل
عبارت دیکھتے ہی واضح ہو جاتی ہے۔ یہ امر بہت افسوسناک

اور حیرت انگیز ہے کہ فاضل مجیب نے مسوئی کی عبارت نقل کرنے میں مجرمانہ قطع و برید
سے کام لیا ہے۔ جو علماء کی شان سے از بس بعید اور بہت گھناؤنا اقدام ہے۔ ہمارے
ذہن نے اس فعل کی تاویل تلاش کرنے میں بہت قلابازیاں کھائیں مگر کوئی راہ دکھائی نہ
دی۔ ذرا مسوی کی اصل عبارت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

قال البغوی اتفق اهل العلم على انه يجوز للمحرم قتل
هذه الاعيان المذكورة في الخبر ولا شيء عليه في
قتلها وقاس الشافعي عليها كل حيوان لا يؤكل لحمه
فقال لا فدية على من قتلها في الاحرام او الحرم لان
الحديث يشتمل على اعيان بعضها سباع ضارية و
بعضها هوام وبعضها لا يدخل في معنى السباع ولا هي
من جملة الهوام وانما هو حيوان مستخيث
اللحم وتحريم الاكل يجمع الكل فاعتبروه وقالت
الحنيفة لا جزاء بقتل ما ورد في الحديث وقاسوا

عليه الذئب وقالوا في غيرهما من الفهد والنمر
والخنزير وجميع مالا يوكل احمله عليه الحبراء
بقتلها الا ان يبتديه شيء منها فيدفعه عن
نفسه فيقتله ولا شيء عليه -

(مسوی مع صفی، ص ۱۲۹۳، مسوی ق ۳)

خط کشیدہ جملے فاضل مجیب نے نقل نہیں فرمائے جس سے یہ قیاس ہوتا ہے
کہ "تحريم الاكل يجمع الكل" کا حکم حنفیہ نے دیا ہے حالانکہ اصل
عبارت دیکھنے سے ہر کس و ناکس سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ امام شافعی کے قیاس کے
مطابق بیان ہو رہا ہے۔

ہم ذاتیات پر حملہ کرنے کے عادی نہیں مگر اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یوں
تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اپنی عاقبت کو سامنے رکھے لیکن فتویٰ جیسے نازک مقام
پر یہ فرض زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے۔

ایسی بزدلی کا مظاہرہ فتوے میں ایک اور جگہ بھی ہوا ہے کہ فاضل مجیب نے بھرکی
عبارت کا ایک ٹکڑا "و معنى الفسق فيهن خبثهن و كثرة الضرر فهدن"
نقل فرمایا اور اس سے کچھ آگے سے صاحب ہدایہ کا مذکورہ بالا قول بھی۔ تاکہ صاحب بحر
بظاہر مہنوا معلوم ہوں۔ حالانکہ یہ اتنی مضحکہ خیز اور افسوسناک حرکت ہے کہ ناکفہ ہے۔ یونہی
نور صاحب بحر کے پورے کلام سے فاضل مجیب کے ایک مزعومہ کی تردید ہو رہی ہے۔
صاحب بحر نے لکھا ہے "واطلاق في الغراب فشميل الغراب بانوا حله"
الثلاثہ اور اس کے بعد صاحب ہدایہ پر بھی اعتراض کر دیا کہ انه دائما يقع على

۱۔ اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ۱۔ یہ گھر جو یہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔ ۱۲ رشید احمد علی

دبر الدابة ، کما مر آنفا ، جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صاحب بحر کے نزدیک تمام اقسام غراب کا حکم ایک ہی ہے ۔ اور یہ بھی کہ ان کے نزدیک عقیق بھی موزی ہے لہذا اگر ایذا ہی علت حرمت ہوتی تو عقیق بھی ان کے نزدیک حرام ہو جاتا ۔ حالانکہ عقیق کی حلت پر تمام فقہاء حنفیہ کا اجماع ہے (الا ابایوسف) اس کے باوجود فاضل مجیب نے ان کو بھی اپنا ہم خیال ظاہر کرنا شروع کر دیا ۔ ” سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم “ نہ جانے واذا قتلتم فاعدوا ولو کان ذا قربی کا ارشاد کون سے لوگوں کے لئے ہے ۔

بہر حال مسوی کی جس عبارت سے فاضل مجیب نے استدلال فرمایا تھا وہ تو امام شافعی کا مسلک ثابت ہوا ۔ اب ذرا اس بارہ میں حنفیہ کا مسلک دیکھ لیجئے ۔ حنفیہ کے نزدیک ان پانچ فواسق کو قتل کرنے کی علت ابتداء بالاذنی ہے ۔ اکل نجاست یا خلط نہیں ہے اور نہ حلت و حرمت سے اس کا کوئی تعلق ہے جیسا کہ خود مسوی کی مذکورہ عبارت کے آخری جملوں سے استفاد ہوتا ہے ” و قالوا فی غیرہا من الفہم والنمر والخنزیر و جمیع مالا یوکل لحمہ علیہ الجزاء بقتلہا الا ان یتلذذہ شیء ذیہ فہ عن نفسہ فیقتلہ فلا شیء علیہ “ یعنی اگر کوئی جانور ابتداء بالاذنی کرے اور دفاع میں اسے قتل کر دے تو کوئی جزاء واجب نہیں ۔ معلوم ہوا کہ ابتداء بالاذنی علت ہے ۔ اور علامہ ابن رشد نے بھی حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک یہی نقل فرمایا ہے ۔

” قال (المسئلة الثالثة) وہی اختلافہم فی الحيوان

۔ پس اگر مباح القتل جانور حرام ہے تو غراب زرع کی بھی حرمت لازم آئے گی ۔ حالانکہ اس کی حرمت کا کوئی بھی قائل نہیں ؟ رشید احمد عفی عنہ

لہ مورقنا فی الحرم وھی الحرس المخصوصہ علیہا
 العرب والحدائق والحدائق والحدائق والحدائق
 وہ فوما یھمو من الامر علی جامع لھمی من قتل
 النہائم لباحۃ الاحد ان العتۃ فی ذلک صومکرمہ
 محرمہ ، وھو من عیب لثانی و فوما یھمو من
 ذلک معنی القیدی لا معنی التحریر وھو من عیب
 مائت و فی حقیقۃ و جمیع اصحابہ

بہرہ فائدہ ، ص ۱۰۰ ج

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ حقیقہ کا یہ مذہب تحریر کیا گیا ہے کہ حدیث
 میں مباح قتل ذمہ کی علت ائمہ بالا ذاتی سے اور اس حدیث سے کسی خاص شے
 کی حرمت پر دلیل قائم نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ تمام فقہاء کی عبادتوں سے بھی یہی
 معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص عبادت کو قتل کرنے سے جہل واجب ہونے یا نہ ہونے
 کے بارے میں ائمہ بالا ذاتی کو مابھٹھتے ہیں۔ کما فی المدایہ والہجر والعدایہ وغیرہ۔

۱۔ مابھٹھتے ل کو بھی اس سے انکار نہیں۔ بلکہ وہ یہ مودی یا الفاظ دیگر مباح قتل کی
 حرمت کا مدعی ہے مسئلہ کی دلیل بصورت شکل اول یوں ہوں گی۔ یہ مباح قتل ہوا ہی ہے
 اور یہ مودی حرمت۔ قیود یہ ہے کہ یہ مباح قتل عوام سے پس اس دلیل کا کہ فی مسلم نہیں
 دیا۔ اس سے کہ فقہاء کے حرمت کے اصول میں ایسا کو ذکر نہیں کیا۔ یہیائی ذکر اصول
 حرمت ظہور۔ فاسطر۔ مابھٹھتے اس سے کہ علی کوئے کی علت یہ فقہاء کی عبادت صریحہ
 آگے آئی ہیں۔ انہی سے کہ صاحب نعم اور ابن عابدین وغیرہ مابھٹھتے صاحب نعم
 کے قتل کی حاجت نہیں العرب۔ مابھٹھتے مابھٹھتے۔ یہاں کرتے وقت یہ وجہ

جب یہ ثابت ہو گیا تو ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ کوٹے کے حلال یا حرام ہونے کا مسئلہ ہمیں کتاب الحج میں نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔ بلکہ اس کا صحیح مقام کتاب الذبائح کی وہ جگہ ہے جہاں فقہاء غراب کی انواع و اقسام پر بحث کرتے ہیں۔ یہی بنیادی غلطی ہے کہ ایک مسئلہ کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر دوسری غیر متعلق جگہ پر تلاش کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ کتاب الذبائح میں فقہاء کی عبارات واضح ہیں۔ اور ان سے ملکی کوٹے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔

۱: ملک العلماء کا سانی تحریر فرماتے ہیں | ”والغراب الذی
یا کل الحب و

الزرع والعقق ونحوها حلال بالاجماع“ (ردائع ص ۳۵)
۲: شمس الائمہ سرخسیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

خمس فواسق يقتلهم المحرم فی الحل و الحرم
و ذکر الغراب من جملتها والمراد به ما یا کل الجیف
واما الغراب الزرع الذی يلتقط الحب فهو طیب مباح
لانه غیر مستخبث طبعاً وقد یألف الآدمی كالحمام
فهو والعقق سواء ولا بأس باكل العقق فان كان
الغراب بحیث یخلط فیما کل الجیف تارة والحب تارة
فقد روى عن الجی یوسف انه یكره لانه اجتمع
فی الموجب للحل والموجب للحرمة وعن ابی حنیفةؒ

پیش نہیں کی کہ بصورت تعمیم غراب زرع اور عقق کی حرمت لازم آئے گی۔ بلکہ ان کے
غیر موذی ہونے سے استدلال کیا ہے۔ ۱۲

انه لا بأس باكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة
فانه لا بأس باكلها وقد اكلها رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهي قد تخلط ايضا وهذا ان ما
ياكل الجيف فله حمة ينبت من الحرام فيكون خبيثا
عادة وهذا الا يوجد فيما يخلط "

(مبسوط شرحی ص ۲۲۶ ج ۱)

۳ عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے

ومن ابی یوسف قال سألت ابا حنیفة عن العقوق
فقال لا بأس به فقلت انه يأكل الحاسات فقال
انه يخلط النجاسة بشئ اخر ثم يأكل فکات
الأصل عنده ان ما يخلط كالدجاج لا بأس "

(عالمگیری کتاب الذبائح ص ۲۹۰ ج ۱)

خط کشیدہ مباحوں پر جمع وصیت کے ساتھ غور کرنے سے واضح ہو جائے کہ یہ غلط
کرنے والا کو اطلاق ہے۔

یہاں اعتراض کر فقہاء جمعہم اللہ نے غلط کہنے والے کو سب کے بارہ میں جو حکم دیا
ہے وہ اطلاق ہے اس کو پھر عقوق کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ سو اس کی بناء صحیح نہیں
کیونکہ اس کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ فقہاء غلط کرنے والے کو سب کی نوع بتا کر سب
فرمادیتے ہیں "وهو العقوق" اور یہ دلیل بچہ و جو باطل ہے۔

۱۔ "وهو العقوق" کے الفاظ صریح کے برخلاف نہیں اگر مخصوص کرنا مقصود ہوتا تو
اطلاق نہ کیا جاتا کہ "هذا النوع مخصوص بالعقوق" کیونکہ علت و ذمت
کا اہم سلسلہ یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء نے ایسا نہیں کیا کہ اگر میں عقوق کی تصریح کر

کر دی ہو۔ جیسے کہ عنایہ، مبسوط اور بدائع وغیرہ میں۔ معلوم ہوا کہ یہ قید اتفاقی ہے
استرازی نہیں۔

۱۲ اس کے برخلاف مبسوط، بدائع اور عالمگیریہ کی عبارات عقق اور غیر عقق
میں تفصیل نہ ہونے پر واضح ہیں۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کو احلال
ہے۔ خواہ عقق ہو یا نہ ہو۔

۱۳ دراصل عقق کے کو ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے غراب
میں داخل مانتے ہیں اور بعض نہیں۔ جیسا لوہی معلوف یسوعی نے اپنی لغت کی مشہور
کتاب میں لکھا ہے۔ العقق طائر علی شکل الغراب او هو الغراب۔

(منجد : ص ۵۴۴)

چنانچہ صاحب ہدایہ کے نزدیک عقق غراب نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

اما العقق غیر مستثنیٰ لانه لا یسمنی غراباً۔ (ماریہ مجنباتی : ص ۲۶۲ ج ۱)

اور دوسرے بعض فقہاء کی عبارات سے اس کا غراب بنا معلوم ہوتا ہے۔ تو
اب جن لوگوں نے عقق کو غراب میں داخل نہیں مانا وہ حضرات غراب کی انواع بیان کر
کے گزر جاتے ہیں۔ اور وہ العقق نہیں کہتے۔ بلکہ یا تو سرے سے اس کا ذکر
ہی نہیں کرتے یا وکذا العقق وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے عقق کو غراب
میں شامل کیا ان حضرات نے خلط کرنے والے کو بے کا نام ہی عقق رکھ دیا۔ اس لئے اس
سلسلہ میں فقہاء کی عبارتوں میں کچھ تفاوت نظر آتا ہے۔

۱۴ یعنی خلط کرنے والے کو بے کو عقق سے جدا لگانا مستقل طور پر ذکر کرنا
بہرحال دلیل ہے کہ ملت کا حکم عقق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عقق کے علاوہ دوسرے کو بھی
جو خلط کرتا ہے۔ حلال ہے۔ ۱۱۔ رشید احمد عفی عنہ۔

بہر کیف ! معلوم ہو گیا کہ وہو العقق کئے سے خلط کرنے والی نوع کا عنصر
عقق میں نہیں کیا گیا۔

العبارات المزیدة کا جواب :
فتویٰ کے آخر میں جو ”عبارات مزیدہ“ پیش کی گئی ہیں ان میں سے کتاب
المختص للاندلسی سے جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ مندرجہ بالا بحث کے بعد قابل اعتناء نہیں
رہتی کما لا یخفی۔ البتہ چند روایات نقل کرنے کے بعد فاضل مجیب نے جو تحقیق فرمائی ہے
وہ بڑی عجیب ہے کہ البقع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلط کرنے والا اور ایک صرف نجات
کھانے والا۔ کیوں کہ تبیین الحقائق میں ہے۔

والمراد بالغراب البقع الذی یا کل الجیف او یخلط
کذا فی الہدایۃ - (تبیین الحقائق، ص ۶۶ ج ۲)

اور پھر وہی دلیل پیش کی کہ البقع حرام ہے۔ چونکہ حدیث میں غراب سے مراد البقع ہے
اور عروہ فرماتے ہیں۔ و من یا کله بعد ما سماہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاسقا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ”البقع“ لفظ اس کو لے کر کہا جاتا ہے کہ جس میں سیاہی
اور سفیدی دونوں موجود ہوں لہذا اس کا اطلاق کوئل کی تینوں قسموں پر ہو جاتا ہے۔ صرف
وانہ کھانے والے کو بھی البقع کہہ سکتے ہیں خلط کرنے والے کو بھی، اور صرف نجات
کھانے والے کو بھی۔ چنانچہ سلامی رحمہ اللہ غراب الزرع کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

عہ قال فی العنایتہ و اما الغراب الاسود و الا البقع فهو
انواع ثلاثہ نوع یلتقط الحب ولا یا کل الجیف الخ

قال القهستاني واربيد به غراب لم ياكل الا
الحب سواء كان ابقع او اسود او زاغاً و تمامه

في الذخيرة ؟ (شامی ص ۲۶۸ ج ۵)

دوسرے یہ کہ اگر واقعہ ایسا ہوتا تو تمام فقہاء اس کو بصراحت تامہ تحریر فرماتے
کیوں کہ معاملہ اہم ہے خصوصیت سے کتاب الذبائح میں تو پوری تفصیل سے مذکور ہونا
چاہئے تھا حالانکہ فقہاء البقع کو عام طور سے صرف نجاست کھانے والے میں خاص
کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر عالمگیری کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ العباد الا ببقع وهو
ما ياكل الجيف۔ (عالمگیری ص ۲۶۸ ج ۵)

حضرت عروہ کا قول۔ تو اس سلسلہ میں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ شمس
الاممہ رحمہ اللہ نے جو کچھ کوئے کے بارہ میں لکھا ہے وہ یہ حدیث نقل کرنے کے بعد

مدنہ نمودستل نے شامیہ سے نقل کیا ہے۔ نوع لا ياكل الا الجيف وهو الذي
سماه المصنف الا ببقع واند مدروہ وایضا فیہا والغداف وهو معروف
عند اهل اللغة بالابقع انه وص ۱۷۳ ج ۲، اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ مباح
اقول علی کوئے کو شامل نہیں مگر جب اوپر ثابت کیا جائے کہ اسے مباح اقول ولام نہیں
تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔ ۱۷۳ شیخہ احمد غفری عنہ

ابن شداد نے بھی بیان المجتہد میں اسی حدیث کو نقل کیا ہے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ
مکتبہ سے حدیث کا نقل کیا ہے کہ قرآن مجید میں عروہ کا فسق سے حرمت پر استدلال
مسلم نہیں۔ قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ فی کتابہ فی فسق الرطبة اذا خرجت
من قشرها لم یحرم من اكلها عن حکم بقية ما فيه من قشره

لکھا ہے۔ ان کی پوری عبارت اس طرح ہے۔

(و عن) هشام ابن عروہ عن ابیہ انه سئل عن اكل
الغراب فقال ومن يا كله بعد سماه رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف
خمسة يقتلن في الحرم، والمراد به ما ياكل الجيف
اما الغراب الزرعي الذي يلتقط الحب الخ

(مبسوط سرخسی ج ۱ ص ۱۲۲۶ ج ۱۱)

اس لئے اب اس میں کسی بحث کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ عالمگیری اردو کی جو عبارت
پیش کی گئی ہے وہ زیر بحث مسئلہ میں صریح ہو سکتی تھی۔ مگر افسوس کہ عالمگیری اردو ہمارے
پاس نہیں۔ اور عربی کی اصل عالمگیری میں تتبع کے باوجود اس مطلب کی کوئی عبارت نہیں ملی
بلکہ اس کے خلاف ایک صراحت ملی جسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ جب تک اصل عبارت ہمیں
نہ ملے اس وقت تک ہم کوئی فیصلہ قطعی اس عبارت کے بارہ میں نہیں کر سکتے۔ لا سیما
اذا جربنا ما جربنا۔

اگر یہ عبارت بالفرض صحیح بھی ہو تو جتنی صراحتیں ہم نے پیش کی ہیں اس کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) غیرها من الحيوان في تحريم قتله او حل اكله

او خروجها بالايذاء والافساد - (نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۲۳ ج ۲۵)

وفي فتح الملمم واما المعنى في وصف الدواب المذكورة بالفسق فقليل
لخروجها عن حكم غيرها من الحيوان في تحريم قتله وقيل في حل اكله وقيل
لخروجها عن حكم غيرها بالايذاء والافساد وعدم الانتفاع والى ان قال وهو
يرجع القول الاخير والله اعلم كذا في الفتح فتح الملمم ج ۱ ص ۱۲۳ ج ۲۲ رشيد احمد عفی عنہ

اس کی کوئی معتد بہ حیثیت نہیں رہتی جب کہ اس کے خلاف خود عالمگیری یہی میں اس مسئلہ صریح نص موجود ہے۔

یہ ہے کہ فاضل مستدل نے تمام استدلال کی بنیاد کتاب الحج کی عبارات کو بنایا ہے۔ حالانکہ یہ بنیادی غلطی ہے۔ کیونکہ حرم یا حالت احرام میں قتل کی اباحت کی علت ایذا ہے۔ کما صرح بہ ابن رشد و استفاد من سائر کتب الفقہ حرمت یا اکل نجاست و خلط نہیں۔ بخلاف کوئے کی حرمت و حلت کہ وہاں علت صرف نجاست کھانا یا خلط کرنا ہے۔ کما صرح بہ فی الہندیۃ و البسوط اس لئے ایک کا جوڑ دوسرے سے ملا کر کوئی حکم لگا دینا کسی طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا۔

بلکہ کوئے کی حلت و حرمت کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کتاب الذبائح میں وہ جگہ دیکھنی چاہئے جہاں فقہار نے اس مسئلہ کا ذکر کر کے مختلف انواع غراب اور ان کے احکام ذکر فرمائے ہیں۔ اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کو احلال ہے خواہ وہ مؤذی ہو یا نہ ہو۔ اور یہی فیصلہ ہمارے اکابر مثلاً حضرت مولانا گنگوہیؒ وغیرہ سے منقول ہے۔

ہذا ما بدالی بعد تحقیق و فوق کل ذی علم علیم
احقر محمد تقی عثمانی غفر اللہ لہ : ۴ ربیع الاول
دارالعلوم کراچی نمبر ۳۰ =

ماہ الاصلی الملیہ

دل فی الصایہ واما الغراب الاسود والا بقع فهو انواع
لوانہ یوم بلہ ط الحب ولا یأصل الجیف ولبس مکرور
یوم مہ لا یأصل الا الجیف وهو الذی سہو الصنف
الذی الذی یأصل الجیف ولبس مکرور و یوم یخلط
یأصل الحب مرة و الجیف اخری ولم یدکرہ فی
لحساب وهو غیر مکرورہ عند الجہ حنیفہ مکرورہ
عند الجہ یوسفہ .

و یوم بلہ لا یأصل الا الجیف . اور اس کی آغیر . وهو الذی سہو
سے ثابت ہوا کہ وہ البقع حرام ہے جو شخص نجاست کھاتا ہو . نیز یوم یخلط
وہ الذی لم یدکرہ فی کتاب سے معلوم ہوا کہ یہ غلط کرنے والا کو اعلان
ہے . اس میں عقوبت کی کوئی تخصیص نہیں . یہ عبارت نہ صرف یہ کہ عقوبت کی تخصیص سے پاک
ہے بلکہ یہ تخصیص یہ مطلق ہے . اس نے کہ عقوبت کا ذکر تو ہدایہ میں اسی موقع پر موجود ہے
لیں وہ بلہ صرہ فی کتاب نفس صریح ہے کہ نوع یخلط سے یہ عقوبت نہیں
مسلط اور مدافع کی عبارت سے بھی یہ ثابت کیا جا چکا ہے . مخدوم عبد الواحد سیستانی
سے بھی قرابائی کی علت کی تصریح فرمائی ہے . ملاحظہ ہو .

ما حکم حواء الغراب الذی یطیر فی الامصار والقری و

یخلط بین التقاط الحب والمدرات و ما حکم سورہ

الغراب . الظاہرات الغراب الابقع الذی فیہ سواد و

یأصل وهو مکرورہ عند صاحبین و غیر مکرورہ عند

الامام لما فی السراجیۃ والابقع الاسودان کان یخلط

(ماہ صفر ۱۲۸۵ھ)

فياكل الجيف وياكل الحب قال ابو حنيفة لا يكره
وقال صاحبه يكره انتهى ، فيكون مأكل اللحم
رأى ان قال ، وان لم يكن لخرئه رائحة كريهة يكون
ظاهر الكون خروءه خروء ما كول اللحم من الطيور
التي توزق في الهواء الخ (فتاوى واحد : ص ۴۹)
عبارات بالا کے علاوہ نصوص ذیل میں بھی اس کی تصریح ہے کہ حلت و حرمت کا
مدار خوراک پر ہے۔

۱ : واصل ذلك ان ما ياكل الجيف فله حمة نبت من
الحرام فيكون خبيثا عادة و ما ياكل الحب لم يوجد
ذلك فيه و ما خلط كالدجاج والعقق فلا بأس باكله
عند ابي حنيفة وهو الاصح لان النبي صلى الله عليه
وسلم اكل الدجاجة وهي مما يخلط -

(الغاية مع الفتح : ص ۶۲ ج ۸)

۲ : فكان الاصل عنده ان ما يخلط كالدجاج
لا بأس - (عالمگیری ص ۳۲۱ ج ۵)۔

آخر میں ابو حنيفة عصر
فقیہ النفس حضرت گنگوہیؒ

ابو حنيفة عصر حضرت مولانا شمس الدین گنگوہیؒ کا فیصلہ

کا فیصلہ بھی ”تذکرۃ الرشید“ سے نقل کیا جاتا ہے۔
”و نصہ جب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے

پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقیق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست وغلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت میں بھی مثل عقیق کے معلوم ہو گئی۔ نواہ اس کو عقیق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔ فقط واللہ اعلم
 رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

عبارت مذکورہ کے حاشیہ پر ہے۔ جب مخالفین کا اس مسئلہ پر غوغا نیا دہ ہوا تو ستر سے زائد علماء کی مواہیر سے رسالہ بنام فصل الخطاب شائع کیا۔ نیز ایک حاجی نے علماء حرمین سے اس کی حلت کا فتویٰ لیا۔ وہ ہوندا۔

دربارہ حلت غراب مکہ معظمہ کا فتویٰ

الحمد لله وحده ، رب زدنی علما ، الغراب المذکور
 حلال من غیر کراہۃ عند الجی حنیفۃ ۛ وھوالاصح
 وھوالمسمی بالعقیق بتصریح فقہائنا رحمہم اللہ و
 اصابر من افتی بحلہ وجواز اكلہ وکیف یلام الحنفی
 علی اكل ما هو حلال عند امامہ من غیر کراہۃ
 والاصل فی حل الغراب وحرمتہ الفداء وكونہ ذالمخلب
 لا بصورتہ ولونہ کما یدل علیہ تصریحات فقہائنا
 فی غالب معتبرات المذہب کما فی البحر الرائق والدر المختار
 والعنایۃ وغیرھا و فیما نصہ جامع الرموز اشعار بانہ
 واكل كل من الثلاثۃ الجیف والحب جمیعاً حل ولم
 یکر وقد یمکرہ والاول اصح فثبت مما صرح بہ علمائنا

ان الغراب بانواعه سواء كان عققا او غيره ادا كان
يجمع بين جيف وحب يجوز اكله عند اما منا الا عظم
والله اعلم۔

قال بقمه وام برقمه

عبد اللہ بن عباس بن صدق
مفتی مکہ المشرفۃ

اسی مضمون کا علماء مدینہ منورہ کا بھی فتوے موجود ہے تذکرۃ الرشید
حصہ اول ص ۱۶۸۔ اس تحریر کے بعد ایسا واضح ہو گیا کہ انکار کی کوئی
گنجائش نہیں رہی۔ فبائی حدیث بعدہ یؤمنون۔

فقط واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

رشید احمد عفی عنہ

از دارالعلوم کراچی ۳۱ ۵ ربيع الاول ۱۳۸۰ھ

لہ درالمجیب الاول وارشاد الرشید الثانی حیث اوضحوا
الحق والصواب بحیث لا یبقی منه ریب مرتاب۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی ۳۱ : ۲۱ ۳۰

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مَنْ حُسِّنَ إِسْلَامُ الْمَرْءِ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْنِيهِ
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیکار باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی خوبی ہے۔

ترغذی شریف

وقتِ فاتحہ کھانے کا قاری کے سامنے ہونا بیکار بات ہے : احمد رضا خاں صاحب

(فتاویٰ رضویہ : ص ۱۹۴ : ج ۴)

خیر الحوائج فی ایصال الثواب

از رشتہائے

حضرت مولانا خیر محمد صاحب سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان

ناشر

أَنْجَمُنْ إِرْشَادُ الْمُسْلِمِينَ

۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ”اخبار المنیر“ کی کیا نوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۹، کالم نمبر ۳ میں بحوالہ الفقیہ مندرجہ ذیل حدیث سے جو فاتحہ علی الطعام و سوئم مردج کے جواز پر استدلال پیش کیا گیا ہے یہ استدلال صحیح ہے یا غلط اور بقاعدہ محدثین یہ حدیث معتبر ہے یا غیر معتبر۔ بینوا توجروا۔ اخبار المنیر کی عبارت بصورت سوال و جواب بلقطہ یہ ہے۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا ثبوت حدیث و قرآن میں ہے یا نہیں۔ اگر سوال ۱۔ ہے تو کس طرح ثبوت کریں ؟

۱۔ : فاتحہ کی چیز کھانا جائز ہے یا ناجائز و حرام ؟
کھانا یا شیرینی کو سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور خاص کر رسول اللہ صلع نے ایسا کیا ہے۔ جواب ۱۔

۲۔ : بزرگوں کے فاتحہ کی چیز کھانا جائز و درست ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل حدیث شریف کافی و دافی ہے۔

ترجمہ : علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ جو اکابر علماء احناف میں ممتاز شخصیت کے رکھنے والے گزرے ہیں۔ وہ اپنے فتاویٰ اور جہی میں مذکور حدیث کو نقل فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وفی فتاویٰ الازجندی ملا
علی قاری الحنفی و کان یوم
الثالث من وفات ابراہیم ابن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء
ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ

کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا۔ اس کے بعد دونوں دست مبارک کو دعا کے لئے اٹھایا اور چہرہ مبارک پر پھیرا۔ اس کے بعد حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ اور آپ نے فاتحہ کے وقت میں یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔

وسلم بتمرۃ یا بسۃ ولبن فیہ
خبز من شعیر فوضعہا عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الفاتحۃ وسورۃ الاخلاص
ثلاث مرات (الی ان قال) رفع
ید یه للذ عاء ومسح بوجہه
فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابا ذر ان یقسمہا بین
الناس وایضا قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وهبت ثواب هذه
لابنی ابراهیم۔

اس حدیث شریف سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

- ۱ : خود حضور کے فعل سے فاتحہ کا ثبوت۔
- ۲ : سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔
- ۳ : سوم کے روز فاتحہ دینا اور ایصالِ ثواب کرنا۔
- ۴ : قرآن شریف کی بعض سورۃ کا کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا۔
- ۵ : سورۃ قرآن شریف پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا۔
- ۶ : دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا۔
- ۷ : بخشے کا طریقہ۔

۸ : حاضرین کے درمیان فاتحہ کی چیز کو تقسیم کرنا وغیرہ ذالک ۔
اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اپنی کتاب ہدیۃ اکھرمین کے
تیرہویں باب صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں لایا ہے ۔ (الفقیہ)

استفتی

(داروغہ) ولی احمد پشتر محلہ راستہ جالندہ

الجواب وباللہ التوفیق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ . اللَّهُمَّ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى
سُؤْلِهِ الْكَرِيمِ وَ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ۔ ا ما بعد !
بعد بطور تمہید و مقدمہ کے پہلے اجمالی پچھ تفصیلی جواب عرض کیا جاتا ہے ۔ حق تعالیٰ
برادران اسلام کو ضد و تعصب سے بچا کر بلا خوف و موت لائے امتیاز سنت کی توفیق عنایت
فرمادے ۔ آمین ۔

عبادت مالی سے میت کو ایصالِ ثواب باتفاق ائمہ مجتہدین درست ہے
پہلا مقدمہ | احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے ۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید بھی ایصالِ ثواب
ہمارے امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمد بن حنبلہ کے نزدیک جائز
و درست ہے ۔ فَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ وَ أَخَذَ إِلَى وَصُولِ ثَوَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ
إِلَى الْمَيِّتِ ۔ (یعنی شرح بخاری ص ۵۷۵ ج ۱)

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کا ثواب پہنچنا
ہے ۔ مگر کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کے ثواب کا عمل التزام کرنا ۔ اور ایصالِ ثواب
کے لئے سوگم اور چہلم وغیرہ ایام کو مخصوص کر لینا یہ رسم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون

کے طریقہ کے خلاف ہے اس مخلص زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا اس لئے اس کو ترک کر کے بہتہ یہ ہے کہ جب موقع ملا کر سے تلاوت قرآن سے خود بخود اپنے اعزاز و آقاہ یا بزرگان دین کی ادراج کو ایصال ثواب کروایا جائے۔ اور حسب توفیق ایصال ثواب کی نیت سے غبار و مساکین کی امداد مالی بھی کر دی جائے کسی پر ظاہر کرنے کی بھی نہ دیتے نہیں کیونکہ معاملہ جہاں تک اللہ تعالیٰ اور بندہ ہی کے درمیان خصوصاً نہ توئی درجہ اخلاص کی بدولت مزید ثواب کی توقع ہے مجموعہ الفتاویٰ جلد سوم صفحہ ۶۹ میں علامہ عبدالحق لکھنوی بہ ختم مروجہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

”میں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آن در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا باخیر ائمہ منقول شدہ“
اور اسی صفحہ میں سوئم وغیرہ کی نسبت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا قول شرح سفر السعادت سے نقل فرماتے ہیں۔

”کشیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی در شرح سفر السعادت میفرمانند و عادت نہ بود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آن و این مجہود بہ عمت است و مکروہ لغیر اقریت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما این اجتماع مخصوص روز سوئم و ایام تکلیفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق بیامنی بہ عمت است و حرام است حق“

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

دوسرا مقدمہ | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا كُنَّ مِثْلًا قَدْ أُفْثِنُوا

سورہ حجرات، پارہ ۲۷

ترجمہ اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تو گویا تہ تلاصے تو خوب تحقیق کر لو۔

وَأَشْهِدُوا ذَوَىٰ عَدْلٍ مِّنكُمْ ۖ (سورة طلاق : پارہ ۲۸)

۲۲ اور اپنے میں سے دو عادلوں (دین داروں) کو گواہ بناؤ۔

شیخ المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

<p>قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكذبوا على فانه من يكذب على يلدج النار - (صحیح مسلم ص ۸)</p>	<p>یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر جھوٹ مت بولو اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔</p>
---	--

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
آدمی کا (بلا تحقیق) ہر سنی سنائی بات بیان کر
دینا یا شائع کر دینا، اس کے جھوٹا ہونے کی
کافی دلیل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
كفى بالمرء كذبا ان يحدث
بكل ما سمع - (صحیح مسلم ص ۸)

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

علم حدیث دین ہے لہذا غور کیا کرو کہ
کس قسم کے لوگوں سے اپنا دین حاصل کیا
کرتے ہو۔

قال ابن سيرين هذا العلم دين فانظروا
عن من تأخذون دينكم - (صحیح مسلم ص ۱۱)

یعنی حضرت محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سند دریافت
نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب (جھوٹ کا)
فتنہ برپا ہوا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
لگے کہ راویوں کے نام بیان کرو تاکہ غور کر کے
دیکھا جائے کہ راوی اہل سنت و الجماعہ ہیں یا بدعتی۔

عن ابن سيرين قال لم يكونوا
يسئلون عن الاسناد فلما
وقعت الفتنه قالوا استوالنارجالكم
فينظر الى اهل السنة فيؤخذ
حديثهم وينظر الى اهل
البدع فلا يؤخذ حديثهم (صحیح مسلم ص ۱۱)

کیونکہ اہل سنت والجماعہ راوی کی حدیث کو صحابہؓ کے نزدیک معتبر و قابل عمل سمجھا جاتا تھا۔ اور بدعتی راوی کی حدیث کو غیر معتبر و واجب التکرار۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

۱ : حدیث پر عمل کرنے سے قبل یہ جانچنا چاہئے کہ اس کی سند کیا ہے اور اس کے راوی کیسے ہیں۔

۲ : حدیث وہی معتبر ہے جس کی سند میں راوی عادل (دیندار) ہوں۔ جیسے شریعت میں شہادت وہی معتبر ہے جس کے شاہد میں دیانت و عدالت ہو۔

۳ : فاسق آدمی (بے دین) کی کوئی حدیث یا خبر قابل اعتبار نہیں تا وقتیکہ اس کی پوری پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

۴ : بے تحقیق حدیث کو محض سنے سنائے بلا سند بیان کرتے پھرنایا شائع کرنا یہ جھوٹے آدمی کی نشانی ہے۔

۵ : بلا سند کسی جھوٹی حدیث کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا سخت گنہ کبیرہ و دخول جہنم کا باعث ہے۔

۶ : بدعتی آدمی کی حدیث قابل عمل و لائق اعتبار نہیں۔

اس تمہید کے بعد اجمالاً جواب میں گزارش ہے کہ مستدل کی عبارت اجمالی جواب مندرجہ ذیل۔

» یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے

جوابات کے لئے مندرجہ حدیث شریف کافی و وافی ہے «

یہ ایک دعویٰ ہے کہ واقعہ مذکورہ حدیث شریف ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی دعوئے قابل سماعت نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اس کی صحیح دلیل نہ بیان کی جاوے۔ لہذا ہم با دہم و نہایت کرتے ہیں۔

۱ : وہ کتب حدیث جن میں حدیثیں باسند بیان کی گئی ہیں ان میں سے کس کتاب کے اندر یہ حدیث موجود ہے۔ بحوالہ صفحہ و سطر اور بقید مطبع پیش کی جاوے۔

۲ : اور اس حدیث کی سند کیا ہے اس میں جتنے راوی ہوں سب کے نام ظاہر کئے جاویں اور اگر سب راویوں کے حالات کتب اسماء الرجال سے درج کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی جاوے تو مزید احسان ہوگا۔

۳ : اگر آپ کو سند نہ مل سکے تو کم از کم بحوالہ کتب معتبرہ یہی ثابت کر دیا جائے کہ کس مشہور محدث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

۴ : اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہو تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایسی جھوٹی حدیث کے شائع کرنے کا گناہ کس پر ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والے کس پاداش کے مستحق ہونے چاہئے۔

تفصیلی جواب | اس اجمال کی تفصیل کئی جوابات کی صورت میں عرض کی جاسکتی ہے۔
جواب اول : قتادہ بن اوزجندی ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں کوئی کتاب نہیں۔ یہ نسبت غلط ہے۔ اگر ہے تو مطبوعہ پیش کیا جاوے۔

جواب دوم : ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میت کے گھر میں تین یوم تک دعوت کا کھانا تیار کرنے اور اس کے کھانے کو مکروہ و ممنوع قرار دیتے ہیں۔
دیکھو ”مرقات شرح مشکوٰۃ“ مولفہ ملا علی قاریؒ میں ہے۔

یعنی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے اہل میت کا کھانا پکانا مکروہ ہے۔ بلکہ ہنر جبریر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ ہم ایسے کھانے کو نوحہ کے برابر شمار کیا کرتے تھے۔ اس سے بظاہر

واصطناع اهل الميت له لاجل اجتماع الناس عليه بدعة مكروهة بل صح عن جبرير رضي الله عنه كنافعه من النياحة و هو ظاهر في التحريم قال الفزالي و

يُكْرَهُ الْأَكْلُ مِنْهُ -

معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کھانا حرام ہے اور
امام غزالیؒ اس کا کھانا مکروہ فرماتے ہیں۔

اور ملا علی قاریؒ اپنی کتاب ”شرح نقایہ“ صفحہ ۱۴۱ میں لکھتے ہیں۔

یعنی اہل میت کے گھر میں ضیافت کا کھانا
مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ضیافت خوشی
میں ہوتی ہے غمی میں نہیں ہوتی۔ اور یہ
ضیافت بدعت سینہ ہے۔

و یُكْرَهُ اتِّخَاذُ الضِّيَافَةِ مِنْ
أَهْلِ الْبَيْتِ لِأَنَّهُ شَرَعَ فِي
السُّرُورِ لَا فِي صُدِّهِ وَهِيَ بَدْعٌ
مُسْتَقْبَحَةٌ -

ملا علی قاری صاحبؒ کے مذکورہ بالا اقوال سے بھی معلوم ہوا کہ بکوالہ اور جندی
بدعات کے جواز کی نسبت ملا علی قاری صاحبؒ کی طرف غلط ہے یا ان پر اقرار ہے۔

جواب سوئم : قطع نظر اور جندی کے وجود و عدم کے صاحبزادہ ابراہیم
رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جس واقعہ کی حدیث درج کی گئی ہے یہ موضوع (من گھڑت)
ہے۔ کتب حدیث میں اس کا پتہ و نشان نہیں پایا جاتا۔

مولانا عبدالحی لکھنویؒ اپنی کتاب مجموعۃ الفتاویٰ ص ۶۷ : ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

” نہ کتاب اور جندی از تصانیف ملا علی قاریؒ است نہ روایت مذکورہ صحیح

و معتبرست۔ بلکہ موضوع و باطل بران اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے

از ہجو روایات یافتہ نمیشود “

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کی ہدیۃ اکرمین میں بھی یہ قصہ غلطی سے درج ہو گیا

ہے ممکن ہے کسی اشاعت کنندہ کے ملحقات سے ہو۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ مجموعۃ الفتاویٰ

جلد دوم صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں۔

” یہ قصہ جو ہدیۃ اکرمین میں لکھا ہے محض غلط کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں “

خلاصہ : الغرض اخبار المنیرہ مذکور میں جو جواب درج کیا گیا ہے وہ غلط ہے اور

جس حدیث کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ موضوع ہے۔ لہذا جو شخص اس غلط مضمون کا مؤید اس پر مندرجہ ذیل امور کا جواب معقول اور مذہب طریقت سے دینا واجب ہے۔

۱ : فتاویٰ اوزجندی مطبوعہ کا وجود دکھلایا جاوے۔

۲ : علامہ ملا علی قاری صاحب کی تصنیفات کی فہرست میں بحوالہ معتبرہ فتاویٰ اوزجندی کو دکھلایا جاوے۔

۳ : یہ حدیث باسند حدیث کی کس معتبر کتاب میں ہے بحوالہ صفحہ وسط و بقیہ مطبع پیش کیا جاوے۔

۴ : اس حدیث کی سند میں جتنے راوی ہوں پورے پورے ظاہر کئے جاویں۔

۵ : ہر راوی کے حالات کتب معتبرہ اسماء الرجال سے بحوالہ کتب بیان کئے جائیں۔

۶ : اگر سند نہ مل سکے تو کم از کم اس سند کے صحیح ہونے کی تصدیق کسی مشہور محدث یا حضرت

امام ابو حنیفہ یا صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ سے دکھلائی جاوے۔

نگہ نہ دار دے کہے باتو کار : بے چوں بگفتی دلش بیار

اگر معروضات مذکورہ کا صحیح جواب نہ ہو سکے تو جھوٹ، فریب، لاپرواہی اور عملی اصلاح

اختیار کر لینا اور اتباع سنت پر پابند ہو جانا دانائی اور سعادت مندی کی بات ہے۔

کتبہ

وَاللّٰهُ يَهْدِي السَّبِيلَ -

بندہ خیر محمد حنفی ہشتی مہتمم مفتی مدرسہ عربی

خیر المدارس جالندہر شہر - ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ

۱ : الجواب الصحيح والمجيب مصيب -

تقریبات و تصدیقات علماء کرام | اخبار المنیر کا استدلال جس روایت پر مبنی ہے وہ موضوع

ہے اس روایت کا کہیں پتہ نہیں۔ جیسا کہ مجیب نے حوالوں سے ثابت کیا۔ ایسی روایت بیان کر کے دعویٰ کو خود باطل کرنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء و بہتان باندھ کر دینی تباہی اور دنیوی ذلت مول لینا ہے۔ اگر مدعی کے پاس کوئی دلیل ہے تو کتاب اوزجندی

اور اس کا ملا علی قاریؒ کی تصنیف ہونا ہی ثابت کرے۔ بھلا یہ تو کہاں۔ کہ اس روایت کو کسی معتبر کتاب میں دکھلایا جاسکے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

مولانا، عماد الدین، صاحب، انصاری شیر کوٹی۔ یکم جمادی الثانیہ ۱۳۵۴ھ

۲ : المجیب مصیب۔

کتاب اوز جندی کا ملا علی قاریؒ کی طرف منسوب کرنا ہی افتراء ہے۔ اگر مدعی کے نزدیک ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں سے ہے یا سانیہ معتبرہ پیش کیا جاوے۔ اور یہ حدیث سراسر موضوع ہے۔ کتب صحاح و دیگر کسی دوسری معتبر کتاب میں اس کا وجود پایا نہیں گیا۔ مدعی کو چاہئے ایسے دعویٰ کو چھوڑ دے۔ ورنہ سخت وعید میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔

مَنْ قَالَ مَالَهُ اَقْلٌ فَلْيَتَّبِعْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

مولانا، غلام رسول، صاحب، عفی عنہ جالندھری

۲۔ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ :

۳ : جواب درست ہے۔

مفتی اول نے اپنے فتوے کی بناءً جس حدیث پر قائم کی ہے اس کی کوئی اصل ثابت نہیں۔ اور کتاب اوز جندی جس سے ملا علی قاریؒ کی روایت نقل کی ہے ایک فرضی نام ہے جس کی تلاش ملا علی قاریؒ کی تصانیف میں بے سود ہے۔

یہ پی ڈی ایف (pdf) مقالہ

المرقزی لاہوری

کی جانب سے پیش کی

جاری ہے

حکامہ طیبہ

انجمن کی مطبوعہ اور زیرِ طبع کتب

- ۱ : مقامِ احدیہ : حضرت شاہ اسماعیل شہید اور علماء دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الہند کے اشعار و شہرہ بریلوی اعتراضات کا مسکت دندان شکن جواب۔
- ۲ : بریلوی فتوے : ان بریلوی فتاویٰ کا مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک مسلمان رہنما پر کفر کا حکم لکایا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ سپاس نامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو بریلویوں نے ایک ظالم رسوا زمانہ انگریز گورنر کو پیش کیا تھا۔ معصوفی نامہ پیر ولایت شاہ - قیمت ۵/۵
- ۳ : الدلائل القابہ : مسلم لیگ کے خلاف بریلویوں کا وہ فتویٰ جس میں شاہ احمد نورانی کے والد عبد العظیم صدیقی میرٹھی اور بریلویوں کے صدر الفاضل مولوی نعیم الدین مراد آبادی سمیت ۸۰ رضا خانی علماء کے دستخط ہیں۔ قیمت ڈھائی روپے
- ۴ : مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اول : مولانا تقی حسن صاحب چاندپوری کے ردِ رضا خانیہ میں آٹھ رسالوں کا مجموعہ جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز ایک انتہائی دقیق مقدمہ بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ قیمت ۲۵/۰
- ۵ : فصل الخطاب فی تحقیق مسئلہ الغراب : مجموعہ فتاویٰ علماء ہند مسئلہ غراب پر آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ قیمت ۸/۰
- ۶ : قاصۃ الظہ فی بلند شہر : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ و دیگر علماء دیوبند کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضا خاں صاحب کے فرائض کی تفصیلی روداد۔ قیمت ۳/۰

۷ : آئینہ بریلویت : خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دنیا فانیوں کے عقائد کا ایک چونکا دینے والا مختصر جائزہ - قیمت فی سیکڑہ ۲۵۰

۸ : مجموعہ رسائل چاندپوری جلد دوم : از مولانا مفتی احسن صاحب چاندپوری (زیر طبع)

۹ : الشہاب الثاقب : اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تین اور اہم کتابیں بھی شامل ہیں - نیز پروفیسر محمد مسعود صاحب کے شہاب ثاقب پر اعتراضات کے جوابات بھی بطور مقدمہ شامل اشاعت ہیں - (زیر طبع)

۱۰ : تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار : جس میں ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی بلکہ اسے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی - (زیر طبع)

۱۱ : اصلی وصایا شریف : از احمد رضا خان صاحب : غیر محرف اور اصلی » وصایا شریف « کا عکسی ایڈیشن - مع ایک مقدمہ - جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے - (زیر طبع)

ناشر

أَنْجَمِنْ إِرْشَادِ الْمُسْلِمِينَ

۶- بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور